صحابۂ کرام

خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) سے

حضرت علی ابن ابی طالبؓ اور خانوادۂ حسنین (رضی اللہ عنہم اجمعین)
کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرابتیں، باہمی
اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط

چند ناقابل تردید حقائق

نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی
مولویان، کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی ہند، ۲۴۷۷۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علیؓ بن ابی طالب اور خانوادۂ حسنین [رضی اللہ عنہم اجمعین]

کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرابتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط

چند ناقابل تردید حقائق

●

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

مولویان، کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی ہند۔ ۲۴۷۷۷۵

[سلسلۂ مطبوعات مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ]

پاکستان میں ملنے کا پتہ

جناب سجاد الٰہی صاحب

27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور: ۵۳۹۲۷

Ph: 3004682752

اشاعت کے خواہاں اصحاب اور ادارے سجاد الٰہی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

کتاب: صحابۂ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر وعمرؓ) سے حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادۂ حسنین [رضی اللہ عنہم اجمعین] کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرابتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط، چند ناقابل تردید حقائق

مرتب: نور الحسن راشد کاندھلوی

ترجمہ: [الف] [مولوی] ہدایت اللہ آسامی

[ب] [مولوی] عامل حسین صاحب چمپارنی

صفحات: ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات

طبع اول: رجب ۱۴۳۳ھ/مئی ۲۰۱۲ء

قیمت: ایک سو بیس روپئے/120

کمپوزنگ: شہاب الدین قاسمی بستوی (09027397611)

مطبع:

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

MAULVIYAN–KANDHLAD Distt. Parbudh Nagar.247775

Mb.09358667219

فہرست مضامین

اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں محبت وقرابت

قریبی رشتوں کی صراحت اور مستند ومعتبر نسب ناموں کے ساتھ

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش لفظ

گذشتہ دنوں [رجب شعبان ۱۴۳۲ھ/ اوائل جولائی ۲۰۱۱ء] میں حیدر آباد دکن، ہند کے تعلیمی ادارہ دارالعلوم میں ''**عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم**'' کے عنوان پر ایک بڑی عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا، جس کے لئے چند کتابوں کی اشاعت اور کانفرنس کے موضوع پر، اس ادارہ کے عربی اردو رسائل کے خاص شمارے چھاپنے کا بھی فیصلہ ہوا تھا جس کے لئے بہت سے اہل علم اور اصحاب قلم کے علاوہ، مجھ ناکارہ و بے علم کو بھی یاد فرمایا گیا۔

مجھ سے مشاجرات صحابہؓ کی روایات اور ان کے راویوں پر تحریر فرمائش کی گئی تھی، میں نے عرض کیا کہ یہ موضوع تو پیاز کے پرت اُتارنے کی طرح ہے، کہ ایک کے بعد، اس کے چھلکے اتارتے رہیے، آخر میں ہاتھ خالی رہ جاتے ہیں، کچھ باقی نہیں رہتا، اس لئے میں نے حضرات خلفائے راشدین اور خانوادہ اہل بیت، خصوصاً حسنین [رضی اللہ عنہم اجمعین] کی رشتہ داریوں باہمی اعتماد اور قریب کے اعتماد اور روابط پر چند صفحات پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس کے لئے چند صفحات تو تمہید کے طور پر لکھے تھے۔ اصل مضمون کے لئے اس موضوع کی دو اہم مگر تازہ، اور مختصر کتابوں کا اردو ترجمہ پیش کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ یہ مضمون مجلّہ حسامی حیدر آباد کے خاص شمارہ [رجب تا رمضان ۱۴۳۲ھ۔ جون تا اگست ۲۰۱۱ء] میں، جو گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے (ص: ۶۹۷ سے ص: ۷۴۶ تک) چھپا تھا مگر اس میں شجرے شامل نہیں تھے، جو اس کو سمجھنے اور ذہن میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت ضروری تھے، اس لئے اس کی علیحدہ طباعت کا مطالبہ اور تقاضا ہوا، اس فرمائش کی تعمیل میں اس کو کتابی صورت میں اشاعت کے لئے دیا جا رہا ہے۔ امید کہ اس سے اس سلسلہ کی کئی ایک غلط فہمیوں کے دور ہونے اور معاملات و سیاست کی تہہ تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

وما توفیقی الا باللہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

۲۵ رشوال المکرم ۱۴۳۲ھ

صحابۂ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علیؓ بن ابی طالب اور خانوادۂ حسنین [رضی اللہ عنہم اجمعین]

کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قربتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط

چند ناقابل تردید حقائق

نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت حق جل مجدہ نے اس انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دے کر، اس کو اپنی خلافت و نمائندگی کا تاج اور اعزاز عطا فرمایا تھا، پھر ان انسانوں میں سے دو برگزیدہ ترین جماعتوں کو اپنے خاص الخاص فضل و کرم سے نواز کر، ایسا غیر معمولی مرتبہ بخشا جو ان کے علاوہ اس پوری کائنات میں کسی اور کا مقدر اور نصیب نہیں ہوا، یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

مقام صحابہ: حضرات صحابہ کی جلالت شان، عظمت و احترام، جامع کمالات انسانی اور پیکر انسانیت ہونے کے علاوہ، ان کے شرف و سعادت کے لئے یہی بہت ہے کہ ان کو اور ان کی مقدس جماعت کے ہر اک فرد کو اپنی حیات کا کچھ حصہ، کچھ دن، یا چند لمحات، فخر کائنات، سید موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور زیارت و صحبت کے میسر آئے۔ اسی کمال اور اختصاص کی وجہ سے، قرآن کریم میں بھی کئی موقعوں پر، حضرات صحابہ کی بلند شان، عالی رتبہ، رحمت و کرم کی بارشوں، رضوان و مغفرت کی بشارت کے علاوہ اور بھی مختلف پہلوؤں سے تذکرہ فرمایا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ، وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ، كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا.[سورة الفتح، آیت:۲۹]﴾

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں

اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے اور) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کو جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (ت: مولانا فتح محمد صاحب جالندھریؒ)

حضرات صحابہ کے تذکرہ وتحسین پر مشتمل آیات کریمہ کو پڑھیے، تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خاص رفقائے کرام، آپ کی بابرکت صحبتوں سے فیضیاب ومفتخر ہونے والے حضرات کا انتخاب بھی، نظام قضاء وقدرت نے اسی وقت فرمالیا تھا، جب حضرت محمد بن عبداللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے آخری رسول اور خدا کے کلام کے اول مخاطب ومورد ہونے کا فیصلہ فرمایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم آسمانی کتابوں میں جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور بشارات شریفہ آئی ہیں، وہیں حضرات صحابہ کرامؓ کے احوال وصفات اور بعض کا گویا تعارف بھی درج ہے۔ ان بشارتوں کی احوال صحابہ سے مطابقت، بے شمار افراد کے قافلہ، اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ بنی ہے۔

عظمت صحابہ: یہی دائمی ابدی حقیقت ہے جس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نہایت دلنشیں اسلوب اور خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿إن الله نظر في قلوب العباد، فوجد قلب محمد خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه، وابتعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم، فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه، يقاتلون على دينه. فمارآه المومنون حسناً، فهو عند الله حسن، فمارآه المؤمنون سيئا فهو عند الله سيئ﴾(۱)

(۱) رواہ احمد فی مسندہ. تحقیق علامہ شیخ احمد محمد شاکر رقم الحدیث: ۳٦۰۰. ص:۵۵ ج:۳۔ [دارالحدیث قاہرہ:۱٤۱٦ھ] نیز ملاحظہ ہو: شرح عقیدۃ الطحاویۃ فی العقیدۃ السلفیۃ. تحقیق علامہ احمد محمدشاکر. ص:٤۱۷. [مکتبۃ الریاض الحدیثۃ ریاض، بلاسنہ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تمام دلوں میں اعلیٰ ترین پایا، اس لئے اس کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ [حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے بعد] باقی مخلوق کے دلوں پر نظر فرمائی، تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشیر اور مددگار بنا دیا، جو اس کے دین کے لئے جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔

کسی صحابی کی شان میں لب کشائی: اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿من سب اصحابی فعلیه لعنة اللّٰه و الملائکة و الناس أجمعین﴾ (۱)

ترجمہ: جس نے میرے کسی صحابی کو کچھ نازیبا کہا، اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

صحابہؓ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق امت کا اجتماعی موقف اور عقیدہ: اس ارشاد عالی اور دیگر بہت سی احادیث شریفہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ اور اجتماعی عقیدہ یہ ہے کہ:

﴿الصحابة کلهم عدول﴾ تمام صحابہ کرام نہایت سچے اور برحق ہیں

اسی پس منظر میں علامہ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

﴿ ثم فی مناقب کل من أبی بکر وعمر وعثمان وعلی والحس والحسین، وغیرهم من اکابر الصحابة، أحادیث صحیحة، وماوقع بینهم من المنازعات و المحاربات فلهاتاویلات، فسبهم والطعن فیهم، ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اکابر صحابہ، ابوبکر، عمر، عثمان علی اور حسن حسینؓ وغیرہ میں سے ہر ایک کے مناقب کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں اور ان حضرات کے آپس میں جو اختلافات اور مشاجرات ہوئے،

(۱) رواه الطبرانی عن ابن عباسؓ. وفیه عبدالله بن خراش وهو ضعیف. مجمع الزوائد، للهیثمی. ص:۲۱. ج:۱۰
اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے، جس کو بزار نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے مسند اوسط و کبیر میں نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد صفحہ مذکور۔

(۲) شرح العقائد النسفیة۔ ص:۱۱۶ [مطبع یوسفی۔ لکھنؤ: بلا سنہ]

تو ان کی مختلف وجوہات اور تاویلات ہیں۔ اس لئے ان حضرات [اور اسی طرح کسی اور صحابی کو بھی] برا بھلا کہنا، جو ادلۂ قطعیہ کے خلاف ہو، کفر ہے۔

یعنی جو شخص بھی اس قدسی صفات، مقدس جماعت یا اس کے کسی بھی فرد اور رکن کے خلاف دل میں یا زبان پر کچھ بات رکھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معتمد و ہم مجلس سے بدگمانی کرے، اور العیاذ باللہ! اس سے بڑھ کر، ان میں سے کسی پر بھی کوئی الزام لگائے، ان کے خلاف زبان کھولے، اور اپنی زبان کو سب و شتم سے ناپاک و آلودہ کرے، وہ امت کے اجتماعی فیصلہ کے مطابق، بلاشک وشبہ، دائرہ اسلام سے خارج اور جماعت مسلمین سے بے تعلق ہے۔ علامہ قرطبی نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں، فیصلہ کن غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ:

﴿فمن نسبه او واحدا من الصحابة الى كذب ،فهو خارج عن الشريعة، مبطل للقرآن، طاعن على رسول الله صلى الله عليه وسلم ..ومتى ألحق واحدا منهم تكذيباً فقد سَبَّ، لأنه لا عار ولا عيب بعد الكفر بالله، أعظمُ من الكذب. وقد لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب أصحابه، فالمكذب لأصغرهم [ولا صغيرفيهم] داخلٌ في لعنة الله، شهد بها رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾(۱)

ترجمہ: جس کسی نے حضرات صحابہ ؓ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی زبان کھولی اور ان پر کذب بیانی کا الزام لگایا، وہ دین وشریعت سے بے تعلق ہے، قرآن مجید کو معاذ اللہ باطل کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے، اور جب اس نے حضرات صحابہ ؓ سے کسی ایک کا دامن بھی کذب سے وابستہ کیا، تو گویا اس نے گالی دی، کیونکہ کفر کے بعد، جھوٹ کے الزام سے بڑھ کر، کوئی عیب اور شرم دلانے کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جو کسی صحابی کو نازیبا بات کہے۔ اس لئے ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے صحابی [اور درحقیقت ان میں کوئی بھی چھوٹا نہیں ہے] کی طرف کذب اور غلط بیانی منسوب کرنے

(۱) الجامع لأحكام القرآن. سورة الفتح. ص:۲۹۸ ج:۱۶ [دار الكتب العربي، للطباعة والنشر: قاهره۔ ۱۳۸۷ھ]

والا، اللہ کی لعنت میں داخل ہے، اس کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

﴿لاتسبوا أصحاب محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلمقام أحدهم ساعة، يعني مع النبي صلى الله عليه وسلم، خير من عمل أحدكم أربعين سنة﴾ (۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ ان کی زندگی کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، گذارا ہوا ایک لمحہ، تمہاری چالیس سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر کا ارشاد ہے کہ، صحابہ کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمہاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

﴿لاتسبوا أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فلمقام أحدهم ساعة خير من عمل أحدكم عمره﴾ (۲)

چند گم کردہ راہِ افراد: مگر یہ کیسی بدنصیبی، کس قدر، بلکہ آخری درجہ کی بے توفیقی اور محرومی ہے کہ ایسی ایسی واضح ہدایات واحادیث سے واقفیت کے باوجود، کوئی بھی شخص خصوصاً ایسے افراد جو محبت اہل بیت اور خانوادہ حسنین کو اپنا مقصد زندگی کہتے ہوں، جانتے بوجھتے قدسیوں کی اس جماعت، یا اس کے کسی ایک فرد کی نسبت بھی دل میں کچھ بات رکھے، یا خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے، کسی بھی حاضر باش اور معتمد کے متعلق نازیبا لب کشائی کرے اور ان پر زبانی طعن دراز کرے، کیوں کہ خدا نہ کرے، اگر ان میں سے کسی کے متعلق بھی کچھ کہا جاتا ہے، تو ان کے حوالہ سے دین وشریعت کے جو احکامات معلوم ومدون ہیں، ان کی کیا حقیقت باقی رہ جائے گی۔ ان حضرات کو مطعون ومجروح کرنا، درحقیقت دین وشریعت کے ان اصولوں وہدایات کو مجروح کرنا ہے، جو ان کے حوالے سے منقول اور امت کے زیر عمل ہیں۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے، ایک مکتوب میں رقم فرمایا ہے:

(۱) رواه ابن بطه ـ شرح عقيدة الطحاوى ـ تحقيق: علامه احمد محمد شاكر ـ ص:۴۱۷، [مكتبة الرياض الحديثة ـ رياض ـ بلاسنه]

(۲) رواه ابن ابى شيبة فى مصنفه ـ رقم الحديث: ۳۳۰۸۲ ـ ج:۱۷، ص:۳۰۷ ـ تحقيق شيخ محمد عوامه [عكس طباعت كراچى: ۱۴۲۸ھ]

''قرآن وشریعت را واصحاب تبلیغ نمودہ اند، اگر ایشاں مطعون باشند، طعن در قرآن و در شریعت لازم می آید، قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان، اگر عثمان مطعون است، قرآن ہم مطعون است''(۱)

قرآن وشریعت اصحاب (نبی) نے پہنچایا ہے، اگر وہ قابل اعتراض ہیں، تو قرآن مجید اور شریعت میں اعتراض اور شبہ ضروری ہوگا۔قرآن حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے، اگر حضرت عثمان پر شبہ اور اعتراض ہے، تو قرآن پر بھی شبہ اور اعتراض ہے۔

اسی بات اور فیصلہ کو جلیل القدر مفسر قرآن، علامہ قرطبی نے [ہارون رشید کی مجلس کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے] عُمر بن حبیب کے الفاظ میں بالکل صاف کر دیا ہے۔فرماتے ہیں:

﴿إذا كان الصحابة كذابين، فالشريعة باطلة، و الفرائض و الأحكام في الصيام و الصلوٰة، و الطلاق و النكاح و الحدود، كلها مردودة، غير مقبولة﴾(۲)

اگر خدانہ کرے، صحابہ کرام نا قابل اعتبار ہیں، تو شریعت باطل ہے۔تمام فرائض اور احکامات الٰہیہ، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ سب نا قابل اعتبار اور نا قابل قبول ہیں۔

مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک: لیکن یہ نہایت سخت فیصلے بھی ایسے گم کردہ راہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہوئے، وہ ان سب تعلیمات وہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرتے ہیں اور اس میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی صراحت کے مطابق:

''لعن عمر را ترجیح دہند، بر ذکر الٰہی وتلاوت قرآن مجید''(۳)

ترجمہ: حضرت عمر کو برا بھلا کہنے کو [اس درجہ ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ] اس کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۱) مکتوب پنجاہ و چہارم دفتر اول، جلد دوم ص:۲۸ مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری [مکتبۃ القدس کوئٹہ]

(۲) الجامع لاحکام القرآن ص:۲۹۹، ج:۱۶ [دار الکتب العربی، للطباعة و النشر۔ قاهره ۱۳۷۸ھ]

(۳) تحفہ اثنا عشریہ فارسی۔ص:۵۶۲۔[مطبع ثمر ہند لکھنؤ:۱۲۹۵ھ]

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز اور جسارت کرتے ہیں کہ:

"لعن کبراء صحابہ واز واج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را، عبادت عظمیٰ دانند" (۱)

ترجمہ: بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر طعن کرنا، اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔

اور حضرت شاہ صاحب کا یہ ارشادات ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں، گذشتہ دور میں ہی نہیں بلکہ حال میں بھی بعض شیعہ اہل قلم نے اپنے نظریہ کی تائید میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان سب باتوں کی بلا تامل تصدیق وتوثیق ہورہی ہے۔ (۲)

اب کیا ہونا چاہیئے؟ یہ نظریہ رکھنے والے لوگ، چار پانچ کے علاوہ جملہ صحابہ کرام کو بالکل نظر انداز بلکہ مسترد کرتے ہیں، ان کا احترام تو کیا کرتے، ان کی جلالتِ شان اور عظمت وکرامت کی کیا تحسین کرتے، وہ تو [توبہ، توبہ استغفر اللہ، استغفر اللہ!] ان سب کے ایمان پر شک ظاہر کرتے ہیں، لہٰذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے سخت الزامات وافترا آت اور ناقابل عبور اختلافات کی وسیع ترین خلیج کے ہوتے ہوئے، جس میں ایک نسبتۃً بہت چھوٹا سا گروہ یا جماعت، امت مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ اور جملہ احادیث وروایات اور معتبر سے معتبر تاریخی حوالوں کو مسترد کررہی ہے، اور اکثریت کے بڑے سے بڑے دینی مذہبی پیشواؤں کی، نہایت شدید اور مسلسل دل آزاری کرنے اکثریت کے دلوں کو ہروقت زخم پہنچانے اور ہردن نئے انداز سے ناوک فگنی کرنے کو، اپنا کمال اور عبادت سمجھتی ہے۔

اور اس صورت میں جب اہل سنت کے دلائل کو [بقول خود] محبین اہل بیت رد کرتے ہیں اور اہل تشیع کے دلائل کو اہل سنت ناقابل اعتبار گردانتے ہیں، تو اب وہ کون سا تیسرا اور ایسا معتمد ذریعہ ہے جس کی صداقت اہل تشیع

---

(۱) تحفہ اثنا عشریہ فارسی۔ ص: ۵۶۲۔ [مطبع ثمر ہند، لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ]

(۲) یہاں مجھے ایک کتاب کا نام اور حوالہ لکھتے ہوئے قلبی اذیت ہورہی ہے، مگر اس کے بغیر یہ بات مکمل نہیں ہوگی۔ گذشتہ دنوں ایک نہایت دل آزار، اور ناپاک کتاب "توضیح الغراء" تالیف: عباس ارشاد نقوی۔ جو حسینی اکاڈمی، لکھنؤ سے چھپی تھی، ۲۰۰۵ء کا ایڈیشن سامنے ہے، اس کتاب میں ان تمام باتوں کی شیعوں کے معتبر حوالوں سے تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا علمائے اہل سنت تذکرہ فرماتے ہیں اور اہل تشیع اس کا انکار کرتے رہتے ہیں، فیا لا سف!

بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوں اور اہل سنت کو بھی اس سے اختلاف نہ ہو اور اس سے یہ بھی بے غبار سامنے آ جائے کہ سچائی دراصل کہاں ہے۔ کیا واقعۃً حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم اور حضرات شیخینؓ کے درمیان ایسے ہی سخت اختلافات تھے، جن کی گرہ کشائی ناممکن تھی، یا دونوں بڑوں، ان کی اولاد، خاندان اور نسلوں کے درمیان محبت ومؤدت، کرم فرمائی واحسان مندی کا ایسا دراز سلسلہ تھا، جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے جڑتی چلی جاتی تھیں، اور کہا جاسکتا تھا کہ ان میں قربت وعنایات کی ایک دائمی لہر، ایسا دریا زمزم بہہ رہا تھا، جس کے کناروں پر، اعتبار واعتماد وراحت ودل آویزی اور قرابت وقربت کے چمنستاں آباد تھے۔ تاریخ اور علم الانساب کے دفتر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہی تھا، دونوں خاندانوں میں عہد نبوی میں، جو یگانگت آپس داری اور قرابت وقربت کی ڈور بندھی تھی، وہ نسلوں تک اسی طرح بندھی رہی، اس میں اسی طرح گل بوٹے نکلتے رہے، اور اسی طرح اس پر نئی نئی بہار آتی رہی اور نئے نئے پھول نمودار ہوتے رہے۔

ان تمام رشتوں کی تفصیلات سے پہلے اس موضوع کو مکمل کرنے کے لئے مختصراً یہ جان لینا بھی نہایت مفید اور چشم کشا ہوگا، کہ حضرت صدیق اکبر، اور حضرت فاروق اعظمؓ کے متعلق، دامادِ رسول، حضرت علی حیدر، ان کے صاحبزادگانِ سراپا منزلت اور ان کے محترم اخلاف، خصوصاً حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق کیا فرماتے تھے، ان کے دلوں میں حضرات شیخین کی محبت کس درجہ رچی بسی ہوئی تھی اور یہ سب شیخین کی محبت اور اتباع کو کیا بلند مقام دیتے تھے۔

قابل توجہ یہ ہے کہ آئندہ سطور میں درج اس طرح کی تمام روایتیں شیعوں کے مستند ترین ماخذ میں شامل ہیں، اور ان کے نہایت معتمد لوگوں سے حوالے منقول ہیں، لہٰذا ان کی صحت میں شیعہ صاحبان کو بھی کلام نہیں مگر۔۔۔

اس کے بعد، آل ابی طالب کے خاندانوں کی، شیخین وغیرہمؓ سے قریب ترین رشتہ داریوں نسبتوں اور دائمی ربط وضبط کی تفصیلات، معتبر شیعہ کے حوالہ سے نقل کی جارہی ہیں، جو ان لوگوں پر بطور خاص حجت ہیں، جو ان کتابوں اور ان کے مصنفین کو اپنا مسلمہ عالم اور پیشوا مانتے ہیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم.

کسی پر بھی لعنت کرنے کی حضرات حسنینؓ کی زبان سے صاف ممانعت: حال آں کہ خود اس فرقہ کی اہم ترین مذہبی کتابوں میں، اس لعن طعن کی ممانعت ہے، اس سے منع کیا گیا ہے اور برملا کہہ دیا گیا ہے کہ:

﴿ان اللعنة اذ خرجت من فی صاحبها ترددت، فإن وجدت مساغا، وإلا رجعت علی صاحبها﴾(۱)

''جب کسی کے منہ سے [کسی کے لئے لعنت] نکلتی ہے تو وہ ٹھہر جاتی ہے، جس پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس پر جاتی ہے، ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے''

یہ روایت اہل تشیع اور خانوادہ اہل بیت کو ماننے کا دعوی کرنے والوں سے، بہت کچھ کہہ رہی ہے اور سوال کرتی ہے کہ جب تم ہمارے کہنے والوں کی یہ ہدایات نہیں مانتے، پھر ماننے اور محبت کا دعویٰ کیسا....؟ اس روایت کا بہت ہی اہم پہلو یہ ہے کہ یہ روایت بھی اور اس موضوع کی ایک اور روایت، خود حضرات حسنین اور امام محمد باقر سے منقول ہیں۔ کیا ان کے ایسے صاف اقوال کو نظر انداز کر کے، بلکہ ان کی کھلی مخالفت کر کے، خود کو ان حضرات کا ماننے والا محبت کرنے والا کہا جا سکتا ہے۔۔۔ اور کیا ان کی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیمات کو جان بوجھ کر، چھوڑنے اور نظر انداز کرنے سے راہ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔؟

حضرات شیخین ؓ سے حضرت علی اور خانوادہ حسنین ؓ کی محبت اور ان کی تقلید کی روایات: اور اس کے ساتھ ہی اس کا جائزہ لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ، وہ تمام اکابر، جن کو اہل تشیع، اپنے سب سے بڑے مقتداؤں میں جانتے ہیں، وہ اپنی زبان سے حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت کیا فرماتے تھے اور ان کے یہ ارشادات گرامی وہ نہیں ہیں جو علمائے اہل سنت کی کتابوں میں درج ہیں، بلکہ یہ خود اہل تشیع کے ممتاز و معتبر ترین مآخذ میں درج ہیں۔

یہاں معتبر شیعہ مآخذ میں موجود متعدد روایتوں میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق ؓ کی عظمت شان کے اعتراف، ان کے کامل اتباع، اُن کے حق پر ہونے کی تصدیق اور ان سے اپنی دلی محبت کے اظہار میں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق نیز [شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق، امام غائب] حسن عسکری کی صرف ایک ایک روایت یہاں نقل کی جا رہی ہے، جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان حضرات کے، شیخین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اختلافات کی اطلاعات غلط ہیں، جو ان حضرات کے مشترکہ بدخواہوں نے گھڑی ہیں اور پھیلائی ہیں اور ان میں سے اکثر روایتیں اور اطلاعات، بہت بعد کی ایجاد اور بلا شبہ غلط ہیں۔

(۱) اصول کافی شیخ یعقوب کلینی، ص: ۵۴۷، ۵۴۸ [منشی نول کشور لکھنؤ: ۱۳۰۲ھ]

الف: نہج البلاغۃ میں [جو حضرت علی کرم اللہ کے اقوال وافادات وکلمات کا معروف ومعتبر مجموعہ ہے] حضرت علیؓ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿لِلّٰه دَرُّ فـلانٍ فلقد: قوم الأود، وداوى العمد، وأقام السنة، وخلّف البدعة، ذهب نقي الثوب، قليل العيب، أصاب خيرها، وسبق شرّها، أدّى إلى اللّٰه طاعته، واتّقاه بحقه، رحل وتركهم فى طرق متشعّبة لا يهتدى فيه الضال، ويستيقن المهتدى (انتهىٰ)﴾ (۱)

ترجمہ: فلاں شخص کتنا اچھا اور بہترین تھا، کیوں کہ اس نے (۱) کجی کو سیدھا کیا (۲) سنگین بیماری کا علاج کیا (۳) سنت کو قائم اور جاری کیا (۴) بدعت کی مخالفت کی (۵) دنیا سے پاکدامن گیا (۶) بہت کم عیب والا تھا (۷) بہترین افعال کرتا رہا (۸) برے افعال سے محترز رہا (۹) اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہا (۱۰) اللہ سے اسی کے حقوق میں سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا۔ خود تو چلا گیا، لیکن لوگوں کو منتشر اور پراگندہ چھوڑ گیا، کہ اس میں گمراہ کے لئے کوئی ہدایت حاصل کرنے کی صورت اور ہدایت یافتہ کے لئے یقین کی شکل نہیں۔ (۲)

اس روایت میں جس عالی مرتبہ شخص کی، بے پناہ تعریف وتوصیف کی گئی ہے، وہ کون تھے؟ نہج البلاغہ کے اکثر شارحین، خصوصاً علامہ بحرانی نے [م ۶۸۱ـ ۱۲۸۲م] لکھا ہے کہ، اس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں۔ **نہج البلاغۃ** کے بعض اور شارحین [جو سب شیعہ صاحبان ہیں] کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کی جانب اشارہ ہے۔ دونوں میں سے جو بھی اس سے مراد ہوں، یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حضرات کیسے زبردست اور عالی اوصاف کے حامل تھے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ ان اوصاف عالیہ اور کمالات وہبیہ میں، جن کا سیدنا علی مرتضیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے، دونوں ہی حضرات اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر تھے۔

ب: محمد باقر کا ارشاد: کشف الغمة تصنیف شیخ علی بن عیسی الاربلی م ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ء میں ہے کہ حضرت ابوجعفر محمد الباقر سے تلوار پر نقش ونگار بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، کہ کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی تلوار پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ سائل نے کہا: آپ بھی ابوبکر کو "صدیق" کہتے ہیں،

(۱) اظہار الحق ج:۳/ص:۹۳۸ تحقیق محمد احمد محمد عبدالقادر ملکاوی، [ریاض: ۱۴۱۰ھ]

(۲) بائبل سے قرآن تک/ج:۳ص:۲۶۔ ترجمہ، مولانا اکبر علی صاحب، شرح وتحقیق مولانا مفتی تقی عثمانی [کراچی: ۱۳۹۱ھ]

یہ سن کر حضرت باقر اپنی نشست سے کود کر اٹھے اور فرمایا: نعم الصدیق. نعم الصدیق، نعم الصدیق، ہاں صدیق تھے، ہاں صدیق تھے، ہاں صدیق تھے، اور جو ان کو صدیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی کسی بھی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا اور سیدھا نہ کرے۔

ج: حضرت باقر کا ایک اور ارشاد: الفصول المهمه فی أصول الأئمه [تالیف شیخ محمد بن حسین الحر العاملی] میں، حضرت صدیق اکبر سے متعلق، حضرت ابوجعفر [محمد الباقر] کا ایک قول اور منقول ہے، لکھا ہے کہ ایک جماعت، چند آدمی، خلفائے ثلاثہ، سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی اور نکتہ چینی میں مصروف تھے، ان کی بات سن کر حضرت باقر نے، قرآن کریم کی آیت: السابقون الأولون اور مہاجرین کے متعلق متعدد آیات کی تلاوت کی اور فرمایا: کہ تم ان میں سے نہیں ہو، جن کی قرآن مجید میں تعریف فرمائی گئی ہے، یعنی حضرات خلفائے ثلاثہ اس کا مصداق ہیں اور ان میں شامل ہیں، مگر اس کے متعلق تبصرے اور بری رائیں رکھنے والے، اس جماعت سے خارج ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے رضوان و مغفرت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

د: حضرت جعفر صادق کا فرمان: امام محمد بن حسن شیبانی، ابوحفصہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

میں نے محمد بن علی [حضرت باقر] اور جعفر بن محمد [حضرت جعفر صادق] سے حضرت ابوبکر و عمرؓ کے بابت پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ دونوں امام تھے، عادل تھے، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔

اس کے بعد، جعفر بن محمد، میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا، ابوبکر صدیقؓ میرے نانا ہیں۔ مجھے میرے جد، محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں۔

اور ابوجعفر [حضرت باقر] سے روایت ہے کہ کہ انہوں نے فرمایا، جس نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا، وہ سنت رسول سے جاہل رہا، اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: میں ان سے محبت رکھتا ہوں، اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے۔

نیز ان سے پوچھا گیا کہ جولوگ حضرت ابوبکر وعمر کو برا کہتے ہیں[وہ کیسے ہیں؟] فرمایا: وہ بے دین ہیں۔(۱)

ہ: امام غائب کی نصیحت : شیعہ صاحبان کے گیارہویں امام، حسن عسکری [بن علی بن محمد م۲۶۰ھ/۸۷۴ء] سے منسوب تفسیر قرآن [کشف الحجب] کے حوالہ سے، جملہ صحابہ کرام کا احترام ضروری ہونے اوران کو برا کہنے والوں کے لئے، ایک بہت واضح اور گویا قولِ ناطق نقل کیا گیا ہے، جو ایسے لوگوں کے لئے آئینہ اور سامان عبرت ہے، جو حضرات صحابہؓ کے لئے نازیبا کلمات زبانوں سے نکالتے ہیں۔ فرمایا:

﴿إن رجلا ممن يبغض آل محمدو أصحابه أو واحدا منهم، يعذبه الله عذاباً، لوقسم على مثل خلق الله لاهلكهم اجمعين﴾

ترجمہ: جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یا اصحاب، یا ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض اور دشمنی رکھے گا، اللہ تعالی اس کو ایسا شدید عذاب دے گا، کہ اگر اس عذاب کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے، تو سب کو ہلاک کردے"(۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوراس خانوادہ کے، جلیل القدر اکابر اور رہنماؤں کے، مذکورہ بالا معتبر ارشادات وکلمات سے عیاں ہوجاتا ہے کہ حضرت علیؓ، ان کی اولاد اور گھرانہ اسی طریقہ پر کاربند اور عامل رہے اور اسی طریقہ کو صحیح قابل عمل اور اسوۂ نبوی کے مطابق سمجھتے تھے، جو حضرت ابوبکر وعمرؓ کا طریقہ اور عمل تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کو، حضرت شیخینؓ کا معاذ اللہ مخالف اور بعد میں ایک مستقل گروہ کا قائد وسردار اور ایک نئے مذہبی طریقہ کا قائد وامام قرار دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ ان کا اور خلفائے ثلاثہ کا راستہ الگ الگ تھا، اور اسی کو بنیاد بنا کر اور بھی بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں، مگر یہ روایات صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ

(۱) یہ اوراس کے علاوہ اس مفہوم کی متعدد معتبر روایتیں، حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں نقل فرمائی ہیں۔ ملاحظہ ہو: ازالۃ الخفاء مع ترجمہ مولانا عبدالشکور کاکوری لکھنوی ص:۲۲۴ جلد اول۔ [عمدۃ المطابع۔ لکھنؤ: طبع اول]
اس طباعت کے حاشیہ پر ازالۃ الخفاء کا صحیح فارسی متن بھی۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی کی تصحیح سے درج ہے۔ صرف ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو: ترجمہ ازالۃ الخفاء ص:۴۰۵/۴، نور محمد اصح المطابع کراچی: بلا سنہ]

(۲) یہ تمام روایتیں اقتباسات اور حوالے، مناظر اسلام، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے اپنے معرکہ آرا تصنیف اظہار الحق میں نقل فرمائے ہیں۔ یہ کتاب ڈیڑھ سو سال سے مسلسل چھپ رہی ہے، اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوچکا ہے، مگر ان حوالوں کی صداقت اور استناد کو کوئی بھی چیلنج نہیں کرسکا۔ نیز اس قسم کی متعدد روایتیں، خصوصاً آخر میں درج حضرت حسن عسکری کا قول، محسن الملک سید مہدی علی خاں نے بھی آیات بینات میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: آیات بینات جلد اول [یونائیٹڈ پریس لکھنؤ: ۱۳۵۱ھ] یہی طباعت راقم کے سامنے ہے۔

خانوادۂ حسنینؓ اور ان کے اسلاف و اخلاف، حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریقہ اور روایات واعمال کی پابندی کو لازم جانتے تھے، ان کے ہی طریقہ پر چلتے تھے، ان کے معمولات اور اسوہ کو اپنی خوش بختی کا سامان اور ذریعۂ خیر گردانتے تھے، نیز اپنے گھروں اور نسلوں میں ان کی بابرکت یاد کا مسلسل باقی اور تازہ رکھنا ضروری سمجھتے تھے اور اپنی اولادوں کے ان جیسے نام رکھنا، اپنے لئے باعث رحمت وسعادت اور نیک فال شمار کرتے تھے۔ خاندان حسنینؓ کے جلیل القدر اصحاب حضرات شیخینؓ سے اپنی خاندانی نسبت اور آبائی رشتہ پر فخر کرتے تھے اور ان کی اولاد میں رشتہ داریوں کو، ان کے داماد بننے بنانے کو، اپنے اور اپنے گھرانوں کے لئے سامان خیر و برکت قرار دیتے تھے۔

ایسے ایک دو واقعات یا رشتے نہیں، بلکہ ایسے ناموں کے اعادہ وتکرار اور ایسے رشتوں کے تواتر واہتمام کی ایک لمبی تاریخ ہے، جس سے یہ بات کھل کر آئینہ ہو کر سامنے آتی ہے، اس میں کسی بھی طرح کا کوئی شک وشبہ، اور تاریخ وثبوت کے لئے لحاظ سے ادنیٰ تامل باقی نہیں رہتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ان کا خانوادہ گرامی اور ان کے تمام قابل ذکر اخلاف واولاد، اسی عقیدہ کو مانتے تھے، اسی طریقہ اور دین کے ان ہی تمام اصولوں اور نظام کو تسلیم فرماتے اور ان کے مطابق عمل رکھتے تھے، جو حضرات شیخین کا طریقہ، عقیدہ اور عمل تھا۔ یقیناً حضرت علی اور ان کا گھرانہ اور ان کی بعد کی نسلیں اس سے علیحدہ ہونے کو برا بلکہ ناجائز اور گناہ سمجھتی تھیں۔

حضرت شیخین کی محبت ونسبت، خانوادۂ علی کرم اللہ وجہہ کے لئے، دین صحیح سے وابستگی کی ایک علامت تھی اور وہ ان سے متواتر وابستگی کو، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کے برابر جانتے تھے، اسی لئے اس تعلق کو سرمایۂ حیات اور مقصد زندگی سمجھتے تھے۔

مشاجرات کی روایات حقیقت یا افسانہ؟ اس وقت جب حضرات صحابہ کی عظمت پر پھر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، ان کی شان میں گستاخیوں کی بات کی جا رہی ہے، اور ان سے محفوظ، قرآن مجید، سنت واحادیث نبوی اور شریعت کی بنیادوں پر نئے تیشے نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں، ضرورت ہے کہ اس بات کو اپنے ذہن ونظر اور مطالعہ میں ایک بار پھر تازہ کر لیا جائے کہ حقیقت دین کو صحابۂ کرام کے جس کارواں اور قائدین نے واضح کیا، وہ پہلے بھی ایک ہی جماعت تھے، ایک ہی کہکشاں کے آفتاب و ماہتاب تھے اور ایک ہی منبع سے منور ہو کر، ضوفشانی فرماتے رہے، بعد میں بھی ہمیشہ ایک ہی رہے۔ ان میں نہ اس وقت اختلاف تھا،

جب وہ دامنِ رسالت کے زیر سایہ زندگی گزار رہے تھے، نہ اُس وقت تھا جب ان میں سے ثانی اثنین یا یار غار کو مسند خلافت سپرد کی گئی، نہ اُس وقت تھا جب "لو کان بعدی نبی لکان عمر" کے مصداق، اپنے اقتدار اور تدبر وانتظام سے ملت اسلام کو، نئی فتوحات، نئی بلندیوں، نئی ترقیات اور نئے حصوں تک اسلام پہنچا کر، سرخ رو اور کامیاب فرما رہے تھے۔ تاہم بعد کے حالات میں بعض صحابہؓ کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیش آئیں، اور اختلاف ومشاجرات ہوئے لیکن ان کے دل ہمیشہ صاف رہے، انہوں نے ان اختلافات ونزاعات کو، اپنے دامن سے بھی جھٹک دیا تھا، اور اپنی اولادوں کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی۔

اس لئے اگر [خاکم بہ دہن] ان سے کہیں غلطی ہوئی بھی ہو، تو وہ خدانہ کرے، ان کے باطن کی خرابی اور قلبی اندرونی اختلاف کا اثر نہیں، بلکہ صرف اختلاف رائے کی بات تھی۔ شرح عقائد نسفی کا اقتباس اوپر گذر گیا ہے، اس میں فرمایا گیا ہے:

"وماوقع بینهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاویلات"

ان حضرات کے درمیان جو بھی اختلاف ومشاجرات ہوئے، انہوں نے ان کو قطعاً بھلا دیا، فراموش کر دیا تھا، ان کی بعد کی زندگی، ان کے باہمی تعلقات، خاندانی رشتے، عظمت واحترام اور روابط اسی طرح باقی رہے۔ ان حضرات کے باہمی تنازعات واختلاف کی جو روایت واطلاعات اور تاریخی معلومات ہیں، ان کے ساتھ ایک بڑی خطرناک سازش ہوئی ہے، چوں کہ اس طرح اکثر روایتوں کے نقل کرنے والے اور ان روایتوں کی مدد سے اول اول تاریخ مرتب کرنے والے، اسی خیال وفکر کے اشخاص تھے جو اختلاف وعدم توازن کے شکار تھے، اس لئے ان کو پڑھتے ہوئے بہت احتیاط کی اور بہت غور وفکر کی ضرورت ہے کہ:

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

خانوادۂ علیؓ میں حضرت شیخین کے ناموں کا معمول اور اہتمام: اور یہ بھی ایک عالم آشکارا اور بے غبار حقیقت ہے کہ اگر اللہ نہ کرے، ان حضرات کے درمیان، بعد میں یا شروع میں، زندگی کے کسی دور میں بھی، بداعتمادی، اختلاف اور بے تعلقی کی ایسی کوئی بات ہوتی جس کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور ان کے شفاف دامن کو آلودہ کرنے کی جسارت کی جاتی ہے، تو کیوں یہ حضرات اپنے خاندانی رشتے اس شدت وقوت سے باقی رکھتے، کیوں اپنی اولادوں کے نام ابوبکر، عمر عثمان، عائشہ رکھتے، کیوں ان کی یادوں کو ہر وقت اپنے سامنے تازہ

رکھتے اور کس وجہ سے اپنے اخلاف کو، ان حضرات کے خاندانوں سے رشتہ ناطہ جوڑنے کی تاکید و اہتمام فرماتے اور اس میں کوشش کا مزاج بناتے؟

ذرا غور تو فرمایئے! حضرت علی کے صاحبزادوں کی قریبی اولاد میں سے، چار کے نام ابوبکر، پانچ کے عمر اور پانچ ہی کے نام عائشہ ہیں۔

بھلا، کون اپنے دشمنوں کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتا ہے، کون ان لوگوں سے جن سے پشتینی خاندانی عداوتیں ہوں، اپنی بیٹیاں دینا اور ان گھروں میں اپنے لڑکوں کی شادی کرنا پسند، یا گوارہ کرتا ہے۔ ان حضرات کے باہمی رشتوں اور قریب ترین گہرے تعلقات کی جو مصدقہ تفصیلات اور معتبر شجرے، آئندہ صفحات میں پیش کیے جا رہے ہیں، وہ ڈنکے کی چوٹ پر، اس فاسد خیال اور بے اصل پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ:

اے کاش حقیقت کی کچھ ان میں جھلک ہوتی　　واعظ تری تقریر افسانے ہی افسانے

اس مطالعہ سے چند نہایت حیرت انگیز چونکا دینے والی معلومات سامنے آتی ہیں، جو اپنے آپ میں بڑی دریافت اور عجوبہ کی حیثیت رکھتی ہیں:

(۱) حضرات حسنینؓ کی جو نسلیں معروف و موجود ہیں، وہ تمام تر وہ ہیں، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتیوں، نواسیوں اور اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہوئی ہیں۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق اس پر فخر کرتے تھے، کہ میری مادری، پدری نسبت [والدہ اور دادی] دونوں کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جڑا ہوا ہے۔

(۳) حضرات شیخین کے علاوہ، حضرات حسنینؓ کی تمام زوجات غیر عرب، عجمی خاندانوں سے تھیں۔

(۴) شیعہ صاحبان کی روایات میں، ان کے اماموں کی مادری نسبت [حضرت جعفر صادق کے بعد] اور ثبوت میں سخت اختلاف ہے۔

دقیق علمی مباحث، متکلمانہ مناظراتی بحثوں سے قطع نظر، یہاں درج یہ اطلاعات اور شجرے ہی اس کی مکمل تردید کررہے ہیں کہ، ان خاندانوں میں آپس میں سخت اختلافات تھے، اور دونوں کی مذہبی فکر اور راستے الگ الگ

تھے۔اس تاریخی مطالعہ کی ایک ایک کڑی اور ہر اک شاخ کے آپس کے معتبر قریبی رابطے اور رشتہ داریاں، بہت صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ ان دونوں سلسلوں خاندانوں اور اہل نسبت میں آپس کے اختلاف، بداعتمادی اور قطع تعلقات کی روایات وخبریں غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس نظریہ کا ناقابل تردید ثبوت ان خاندانوں کی باہمی رشتہ داریاں ہیں، ان سے ہمارے اس نظریہ بلکہ عقیدہ کی توثیق ہورہی ہے، جو شیعہ علماء، مورخین اور ماہرین علم الانساب نے اپنی کتابوں میں تحریر کئے ہیں، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو آج نئی دریافت ہوئی ہو، بلکہ قدیم سے قدیم ترین مورخین اور علمائے انساب نے ان سب کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی صداقت کو بلاخوف تردید ظاہر بھی کیا ہے، آئندہ صفحات میں جو دو مختصر تالیفات کے ترجمے پیش کئے جارہے ہیں وہ اسی سلسلہ کی ایک نئی کڑی اور تازہ پیش رفت ہیں۔

اس موضوع کی تصانیف کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس موضوع پر، قدیم سے قدیم مورخین اور ماہرین انساب نے روشنی ڈالی ہے اور بعض نے ایسی تمام معلومات اور رشتوں کو یکجا مرتب کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

قدیم تصانیف میں اس موضوع کی ایک معروف اور عمدہ یادگار: حافظ ابوسعید، اسماعیل بن علی ابن زنجویہ الازدی[وفات ۴۴۵ھ] کی الموافقة بين اهل البيت والصحابة [ومارواه كل فريق في حق الآخر] ہے، جس کی شہرۂ آفاق عالم، اور مفسر قرآن علامہ جاراللہ زمخشری نے تلخیص کی تھی۔اصل کتاب اور اس کی تلخیص دونوں تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع ہوچکی ہیں۔

علامہ زمخشری کے خلاصہ کا، ایک قلمی نسخہ کی مدد سے، مولانا احتشام الحسن کاندھلوی[وفات: ۱۹۷۱ء] نے ”خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات“ کے نام سے اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا، جو ندوة المصنفین دہلی سے شائع ہوچکا ہے، بعد میں پاکستان سے بھی چھپا تھا، ایک اور اشاعت زیر طبع ہے۔

آئندہ صفحات میں اس موضوع کی دو مختصر تالیفات کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے، جو اسی حقیقت کو روز روشن کی طرح آشکارا کررہی ہیں، ان تصانیف کی اکثر اطلاعات شیعوں کے مستند مراجع وماخذ سے لی گئی ہیں، سنی مراجع صرف قند مکرر اور توثیق مزید کے لئے درج کئے گئے ہیں۔امید ہے کہ ان کا مطالعہ اس سلسلہ کی متعدد غلط فہمیوں، غلط بیانیوں کا پردہ چاک کردے گا، اس کے مطالعہ سے یہ جاننے میں مدد ملے گی، کہ کئی مرتبہ مسلسل جھوٹ اور غلط گوئی سچائیوں کو کس حد تک گردآلود اور دھندلی کردیتی ہے۔بہرحال آگے بڑھئے اور ان معلومات سے فائدہ اٹھایئے۔

وہ تالیفات جن کا ترجمہ آئندہ صفحات میں نذر قارئین ہے، یہ ہیں:

(۱) آل البیت والصحابة: محبت وقرابة . پیش نظر اشاعت جمعية الآل والصحب، بحرین اور سعودی عرب کے اشتراک سے بڑی پیمائش کے نہایت خوبصورت، عمدہ نفیس کاغذ پر کئی رنگوں میں، نہایت دیدہ زیب چھپی ہے، بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ طباعت ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء کی ہے مگر اس پر مرتب کا نام درج نہیں۔

(۲) الأسماء والمصاهرات بین اهل البیت والصحابة رضوان الله علیهم

تالیف: ابومعاذ السید بن احمد بن ابراہیم الاسماعیلی ہے۔ زیر نظر طباعت، مکتبۃ الرضوان، قاہرہ کی ہے، سنہ طباعت درج نہیں۔ پیمائش کے انسٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی کتاب کا ترجمہ، ہمارے ادارہ، حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ مظفرنگر کے علمی رفیق، مولانا ہدایت اللہ صاحب آسامی فاضل دارالعلوم دیوبند نے کیا ہے۔ دوسری کا مولانا عامل حسین سرور چمپارنی نے کیا ہے، یہ بھی دارالعلوم کے فاضل ہیں اور اس وقت مدرسہ اسلامیہ عیدگاہ کاندھلہ میں استاذ ہیں۔ ترجمہ مجھے خود کرنا تھا، لیکن بعض مصروفیات اور مضمون کے تقاضے کی وجہ سے ان دونوں صاحبان کو زحمت دی گئی، راقم نے دونوں پر نظر ڈال لی ہے، اور ان میں بعض ترمیمات بھی کی ہیں مگر یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے، تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ اصل تحریرات کا مفہوم اور پیغام ضائع نہ ہو، بہرحال جیسا کچھ ہے نذر قائین ہے۔

چوں کہ دونوں تالیفات کا موضوع ایک ہے اور مراجع وماخذ بھی اکثر مشترک ہیں، اس لئے بعض مندرجات واطلاعات میں کسی قدر تکرار غیر متوقع نہیں، مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان تالیفات سے اس موضوع کی نئی اہم ترین اور مستند معلومات سامنے آئیں ہیں، جن سے امید ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے گا۔ وما توفیقی إلا بالله علیه توکلت والیه أنیب.

نور الحسن راشد کاندھلوی

۱۷/ رجب ۱۴۳۲ھ

۲

اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
میں محبت و قرابت

قریبی رشتوں کی صراحت اور مستند و معتبر نسب ناموں کے ساتھ

مرتبہ

دارالآل والصحب، بحرین وکویت

مطبوعہ

۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹ء

اردو ترجمہ: محمد ہدایت اللہ آسامی قاسمی

نظرثانی وتکمیل

نورالحسن راشد کاندھلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فرمایا کہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور آپس میں اختلاف نہ کرو: "واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا" اور درود وسلام نازل ہو، اس باکمال مربّی اور صاحب علم وعمل رہنما پر، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ہدایت دی اور درندہ صفت متفرق دلوں کو، باہم ایسا جوڑ دیا کہ وہ اللہ کے انعامات کے بدولت اس کے راستے اور دین پر آگئے اور جم گئے، آپس میں محبت کرنے والے بھائی بھائی بن گئے۔ صلى الله عليه وعلى آله وصحبه اجمعين.

امابعد! تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پیشوایان ملت اہل بیت اور صحابہ کرام اور برگزیدہ ہستیوں کی معتبر وراثت اور صحیح سوانح حیات اور تاریخ کے بیش بہا ذخیرے پر توجہ دیں، کیوں کہ وہی درحقیقت مقتدا ہیں، جن کی اقتدا کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:

"والسابقون الأولون من المهاجرين والانصار" [التوبة: ۱۰۰]

لہٰذا ان حضرات کی اقتدا واتباع ہمہ گیر کامیابی کی ضمانت ہے، اسی اہم اصول کے تحت جمعية الآل والاصحاب، بحرین نے اس کی کوشش کی اور مفید کام کو انجام دیا، جس سے قارئین کے سامنے یہ ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے کہ مدرسہ نبوی کے پہلے فارغین کے اندر کس قدر ہمدردی، رشتہ داری اور محبت والفت تھی، کہ واقعی وہ قول باری تعالیٰ: "محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم [الفتح: ۲۹] کا عملی نمونہ اور ترجمان تھے۔

ان صفحات سے جہاں اہل بیت اور صحابہ کا حقیقی تعلق نمایاں ہوتا ہے، وہیں منصف مزاج، نیک نیت لوگوں کے سامنے ان لوگوں کے دعووں کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے، جو اسلامی شفاف مآخذ کو داغدار بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، ان کے اغراض فاسدہ کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہرصورت آپ اس مختصر سی

کوشش کو قبول فرمائیں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس عجالہ نافعہ کی تیاری میں شرکت کرنے والے اصحاب کا شکریہ نہ ادا کریں، اور اللہ ہی سے قبولیت اور اخلاص کی دعا کرتے ہیں۔إنه سميع مجيب .

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

اہل بیت اوران کے چچازاد خاندان کے درمیان ازدواجی رشتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک دیگر لوگوں سے بالکل جدا نہ تھی، ان کے درمیان رشتہ داری اور میل جول رہتا تھا، کیونکہ اہل بیت اوران کے چچاؤں کی اولاد کے درمیان نسل در نسل، مرحلہ بمرحلہ ازدواجی رشتے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں اسی قریشی گھر آئیں تھیں۔

آٹھ رشتے آل عثمان کے ساتھ ہوئے، چھ آل مروان بن الحکم کے ساتھ اور چار آل ابی سفیانؓ کے ساتھ، جن میں شریف ترین رشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کے ساتھ ہے، جو سلسلۂ نسب میں دیگر ازواج مطہرات کی بہ نسبت آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھیں۔

انہیں رشتوں میں سے تیرہ رشتے، آل علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے، جن میں سے اکثر، واقعات صفین، جمل اور کربلاء کے بعد ہی وجود میں آئے ہیں۔

چنانچہ چچازاد اولاد نے نسب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپس میں نکاح اور لڑکیوں کے رشتوں کے ذریعہ سے باہمی تعلقات کو زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا، تاکہ نسب شریف سے نسبت میں کبھی انقطاع نہ ہو، چاہے اور تعلقات میں کبھی کچھ کشیدگی آجائے۔

خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ایسی بیٹیوں سے نوازا تھا، کہ جو پاکدامنی، نیکوکاری، تقویٰ و پرہیز گاری میں آخری بلند مرتبہ کو پہنچی ہوئیں اور اپنی مثال آپ ہی تھیں، وہ اسوۂ حسنہ اور بلند نمونہ تھیں ہر اک ایسی خاتون کے لئے، جو زندگی میں فلاح و بہبود اور کامیابی وکامرانی کی خواہاں ہو۔

ان میں سے سب سے بڑی صاحبزادی، حضرت زینب تھیں، جن کی پیدائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے چند سال پہلے ہوئی تھی اور وفات اپنے والد محترم رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد منور میں ہوئی۔

ان میں سے سب سے چھوٹی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار، اور دوفلک بوس پہاڑوں، مہکتے پھولوں اور نادر ترین فرزندوں: حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ تھیں، جو سراپا زہد وتقویٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہؓ زہراء ہیں، جو باقی صاحبزادیوں سے افضل اور عبادت وزہد کے پیکر تمام خواتین سے بہتر ہیں، جن کے خاوند خلیفہٴ راشد، مجاہد عابد، عالم زاہد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضرت فاطمہؓ ہی اہل بیت میں، سب سے پہلے اپنے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملی تھیں۔

نیز آپ کی صاحبزادیوں میں، تقویٰ وپاکدامنی کا پیکر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی ولادت ہجرت سے سات سال پہلے ہوئی، دونوں ہجرتوں میں شامل اور سبقت حاصل کرنے والی تھیں۔ یہ تیسرے خلیفہ راشد، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی ولادت حضرت رقیہ کے بعد ہوئی، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت عثمان غنی سے ہی کر دیا تھا، تو وہ بہترین بلکہ اعلیٰ ترین، بڑوں کی بہترین نمونہ بنیں، انہیں دونوں صاحبزادیوں سے نکاح کی وجہ سے اور اس شان امتیازی کو نمایاں کرنے کے لئے، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ذی النورین کا لقب عطا ہوا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

قرآنی آیات سے مدلل درج بالا شجرہ، ان باطل افواہوں کی تردید کے لئے ایک قطعی اور نہایت قوی دلیل ہے کہ جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ صرف حضرت فاطمہؓ ہی، رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں، تینوں اور بیٹیاں گودلی ہوئی [لے پالک] تھیں، حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وبناتك'' اس میں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا گیا ہے، جو کم سے کم تین کے مجموعہ یا افراد پر، بولا جاتا ہے۔ صحیح احادیث کی صراحت اور اجماع امت بھی

اسی پر ہے، یہ چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں، اس کے ثبوت کے لئے ہم نے ستائیس (۱) معتبر کتابوں کے حوالے یہاں نقل کر دیئے ہیں۔

حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراءؓ کا مبارک نکاح

(۱) وقت اور جگہ

مدینہ منورہ میں، غزوۂ بدر سے لوٹنے کے بعد، سنہ دو ہجری میں۔

(۲) خطبہ (پیغام)

حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور سعد بن معاذؓ تینوں نے حضرت علی کے لئے پیغام نکاح دیا۔ (۲)

---

(۱) السيرة النبوية لابن هشام ۹/۲
(۲) تاريخ الإسلام للذهبى ۱۲/۱
(۳) تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۲۵/۲
(٤) البدايه والنهاية لابن كثير ۲۹٤/۲
(٥) الاصابة لابن حجر ترجمة ۱۱۱/۸۱
(٦) الاستيعاب لابن عبدالبر ۱۷/۱
(۷) اسد الغابة لابن الأثير ۱۰/۱
(۸) الخصال للصدوق ص:٤۰٤
(۹) تهذيب الاحكام للطوسى ۳۳۳/۲
(۱۰) شرح اصول الكافى للمازندرانى ۱٤٤/۷
(۱۱) تاج المواليد للطبرسى ص:۹
(۱۲) تاج مواليد الائمة لابن خشاب ص:۷
(۱۳) مناقب آل ابى طالب ابن شهر آشوب ۹۰/۲
(۱٤) المسائل السروية للمفيد ص:۹٤
(۱٥) مستدركات علم الرجال للنمازى الشاهرودى ترجمة رقم ۹۲۲۷ و ۱٥۸٦۰ و ۹٥۹۰ و ۱۸۰٦۸.
(۱٦) المقنعة للمفيد ص:۳۳۲
(۱۷) المبسوط للطوسى ۱٥۹/٤
(۱۸) مصباح المجتهد للطوسى ص:۸۰ و ٦۲۲
(۱۹) تذكرة الفقهاء للحلى ٦۰٤/۲
(۲۰) قرب الإسناد للحميرى القمى ص:۹
(۲۱) معجم رجال الحديث للخوئى ۱۳۹/۱۲ و ۲۰۸/۲٤ و ۳۰٥/۱۹ وترجمة رقم ۱٥٦۲٦.
(۲۲) وسائل الشيعة للحر العاملى ۱۳۹/۳.
(۲۳) الاستبصار للطوسى ٤۸٥
(۲٤) الحدائق الناضرة للبحرانى ۸٥/٤
(۲٥) منتهى المطلب للحلى ٤٤٦/۱
(۲٦) قاموس الرجال للتسترى ترجمة رقم ۱۱۹ و ۳٤۳ و ۸ و ۱۳٦
(۲۷) بحار الأنوار للمجلسى ۹٥/٤۲

(۲) كشف الغمة۔ للاربلى، جلد اول ص:۳٤۳.

(۳) مہر

ایک حطمی زرہ تھی جس کو حضرت علیؓ نے حضرت عثمان کو چار سو درہم میں فروخت کیا، جب دراہم پر قبضہ کرلیا، تو عثمانؓ نے یہ کہہ کر زرہ واپس کردی، کہ یہ تمہارے لئے ہدیہ ہے علیؓ نے زرہ اور دراہم کو لے لیا۔(۱)

(۴) شب زفاف

شب زفاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ تم سب کام سے پہلے مجھ سے ملو، پھر آپ نے پانی منگایا، اور وضو فرمایا پھر ان دونوں پر پانی ڈالتے ہوئے یہ دعا پڑھی: اللهم بارك فيهما، وبارك عليهما وبارك لهما في نسلهما[الاصابه لابن حجر ص:۳۷۸/ج:٤]

(۵) ولیمہ

حضرت سعدؓ نے دنبہ ذبح کر کے ولیمہ کیا، بعض انصار چند صاع مکئی لے آئے۔(۲)

(۶) گھر

ایک صحابی حضرت حارثہ بن النعمان انصاری نے ایک گھر بطور ہدیہ پیش کیا۔(۳)

(۷) جہیز

حضرت صدیق اکبرؓ، بلالؓ اور سلمان فارسیؓ نے آپ کے ارشاد کے مطابق جہیز کا سامان خریدا جو ایک بستر، چمڑے کا ٹکڑا، پانی کا مشکیزہ، گھڑے اور خیبر کی بنی ہوئی چادر اور چکی تھی۔

(۸) گواہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی کے لئے حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، حضرت طلحہ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلایا تا کہ وہ حضرت علیؓ وفاطمہؓ کی شادی کے گواہ بنیں۔(۴)

[کشف الغمه العلی الاربلی ۳٤۸/۱]

حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی مبارک

خاوند: حضرت علی بن ابی طالب تھے، جو نہایت بہادر اور شجاع تھے، خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

---

(۱) بحارالانوار، مجلسی ج:٤۳ ص:۱۳۰. الطبقات لابن سعد. جلد:۸ ص:۲۲۹

(۲) فضائل الصحابة للامام احمدبن حنبل، رقم الحديث:۱۱۷۸

(۳) بحارالانوار، مجلسی. جلد:۱۹، ص:۱۱۳

(۱) بحارالانوار، مجلسی. جلد:٤۳، ص:۱۲۰.

اہلیہ: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، خواتین اہل جنت کی سردار، دونوں سبطین [حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی ماں، حضرت فاطمۃ الزہراء۔ جو صحابہ کرام حضرت علیؓ کو اس مبارک شادی کے لئے تیار کرتے تھے، اس کا شوق اور رغبت دلاتے تھے، وہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ سعد بن معاذؓ ان میں شامل تھے، [جن کی وفات پر عرش اعظم تھرا گیا تھا] یہ شادی یوم الفرقان، غزوۂ بدر کے بعد ہوئی تھی، حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت علیؓ کو سامان مہر دیا، حضرات انصارؓ نے ولیمہ کے خرچ اٹھائے، بکری ذبح کی، نوشاہ ودولہن کی خاطر وتواضع کی، مہاجرین وانصار ونبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سب نہایت خوش وخرم تھے، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خوشی کو دوبالا کرنے کے لئے ایک گھر پیش کیا تھا، دوسرے صحابہ خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ نے دونوں کے لئے سامان جہیز خریدا، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

قارئین کرام! یہ مبارک شادی اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ان گہرے تعلقات کو نمایاں کرتی ہے، جن کا خدا تعالیٰ نے: "رحماء بینھم" کے الفاظ سے تذکرہ فرمایا ہے، کیا اتنی ہمدردی اور گہری محبت اور رشتہ داری کے باوصف اس درخشاں حقیقت کو داغدار بنانا ممکن ہے، جس کی جڑیں اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے درمیان اس قدر طاقتور، زندہ اور تابندہ ہوں۔

حضرت علی اور آل علیؓ کے پسندیدہ نام

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کے نام ایسے ناموں سے رکھے ہیں، جو اس وقت نہ صرف زیادہ مشہور ومعروف تھے، بلکہ حضرت علی کے دل میں ان ناموں والے حضرات کی، ایک خاصی وقعت تھی۔ حضرت علی نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب بالکل آسان ہے، یہ خالص گہری محبت، بے غرض تعلقات، بڑی وفاداری اور عظیم بھائی چارہ کا اثر ہے۔

چنانچہ حضرات حسنین یا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے، ابوبکر، عمر، اور عثمان سب فرزندان، رحمہم اللہ کربلا میں شریک ہوتے ہیں اور جام شہادت نوش فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ درج بالا ناموں سے ہماری مراد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نہیں ہیں، بلکہ ایک، خلیفہ رابع امیر المؤمنین حضرت علی کا بیٹا ہے، اور ایک ابوبکر حسن بن علی بن ابی طالب کا بیٹا بھی ہے، اور عمرین، یعنی عمر بن حسن اور عمر بن حسین ہیں، اور عثمان بن علی بن ابی

طالب ہیں، ایک اور بھی عمر بن علی بن ابی طالب تھے، جس نے جنگ کربلا میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ ان کے والد حضرت علیؓ اپنی اولاد کی بڑی ممکنہ تعداد کا نام ان ہی برگزیدہ ہستیوں [حضرت ابوبکر وعمرؓ وغیرہ] کے نام سے رکھنا پسند کرتے تھے۔

منبت طیب کے اس شجرۂ طیبہ کی جو نسل [اس وقت تک] موجود ہیں، وہ عمر اور عثمان کی نسل ہے، جو حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں۔

خاص اور قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت علی کی اولاد کے دل میں اپنی نانیوں سے بے پناہ محبت ہے یہاں تک کہ حضرت علی کی اولاد کے قریبی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام پانچ مرتبہ رکھا گیا، چنانچہ اسی شجرہ میں دیکھئے: (۱) عائشہ بنت جعفر صادق، (۲) عائشہ بنت موسیٰ کاظم (۳) عائشہ بنت علی رضا (۴) عائشہ بنت علی جواد (۵) عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ۔ کیا اس سے ان حضرات کی باہمی محبت بالکل عیاں اور آشکارا نہیں ہے؟ کیا کسی کو سہو ونسیان سے بھی اس کا انکار ممکن ہے، اس لئے اب کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان عداوت واختلاف ودشمنی تھی (نعوذ باللہ منہ) ان کے درمیان جو کچھ تھا، وہ باہمی محبت، ہمدردی، رشتہ داری، اور بھائی چارہ تھا اور کچھ بھی نہیں تھا۔

آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؓ کے درمیان رشتے

رسالت وصدیقیت کے درمیان مناسبت، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل صدیقؓ سے ازدواجی رشتے... اس میں تعجب کی بات اور اختلاف نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے حبیب ومحبوب، ایک دوسرے کے قریب اور مقرب تھے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وزیر خاص اور یار غار کی صاحبزادی، حضرت عائشہ سے شادی فرمائی، یہ عائشہ بڑی باوفا تھیں، اپنے خاوند علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ان کے جملہ حقوق کی پاسداری کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مبارک خاتون کے گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔

یہ مناسبت ان دونوں پاکیزہ گھرانوں میں مسلسل آگے بڑھتی رہی، حضرت صدیق اکبرؓ کی پوتی کا نکاح حضرت حسنؓ اور بعض کے نزدیک حضرت حسینؓ سے ہوا تھا۔

نسل حسینی میں سے موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن الحسین المثنیٰ کی شادی، ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے ہوئی ہے، اور اسی نسل حسینی میں سے محمد الباقر کی شادی ام فروہ بنت القاسم سے ہوئی ہے، تاکہ اس کو ایک عالی مرتبت بچے کی ماں بننے کا شرف حاصل ہو، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔

ہاشمی خاندان کے اسحاق بن عبداللہ کو، صدیق اکبر کی پوتیوں میں سے، کلثوم بنت اسماعیل نصیب ہوئی تھیں، اور اسحاق بن عبداللہ بن جعفر طیار، ام حکیم بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر (ام فروہ کی بہن) کو اپنی زوجہ بناتے ہیں، جو جعفر صادق کی خالہ بن جاتی ہیں۔

یہ بات بہت ہی اہم اور قابل توجہ ہے کہ ان میں سے اکثر رشتے صدیق اکبر کی وفات کے بعد منعقد ہوئے ہیں، ان رشتوں میں شوہر سب ہاشمی ہیں اور بیٹیاں سب آل صدیق اکبر سے ہیں۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ پیغام نکاح مردوں کی جانب ہوتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خاندان صدیق اکبرؓ میں ازدواجی رشتے قائم کرنے کا کس قدر جذبہ، ذوق وشوق اور باہم کس درجہ محبت والفت تھی۔

ان رشتوں کی تاریخ وتفصیل یہ بتاتی ہے کہ عموماً جمہور امت اور خصوصاً آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسی اختلاف ومشاجرات کو نظر انداز کر دیا تھا، چنانچہ یہ اکثر رشتے جنگ صفین، جمل اور کربلا وغیرہ واقعات کے بعد ہی قائم ہوئے، جن سے اللہ کے قول: "الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات" کی ایک اور صداقت نمایاں ہو جاتی ہے، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؓ کے درمیان گہرا تعلق اور پر خلوص محبت بھی، روز روشن کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

حضرت جعفر صادقؓ کا قول "میں دو طرح سے ابوبکر صدیقؓ کا بیٹا ہوں"

"ولدنی ابوبکر مرتین" (میں دو وجہ سے ابوبکر صدیق کا بیٹا ہوں) یہ جعفر بن علی بن الحسین کا مقولہ ہے، جو انہوں نے اس توالد مبارک، نعمت الٰہی اور عطیۂ خداوندی سے فخر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

چنانچہ نواسۂ صادق، اپنے صدیق نانا پر فخر وناز کرتا ہے، جن سے وہ (نواسہ) اپنی ماں فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ مدینہ کی جانب سے ملتا ہے، یہ ولادت کی پہلی وجہ ہوئی۔

نواسۂ صادق کی نانی، اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہیں، یہ توالد کی دوسری وجہ ہوئی۔

متقی آدمی اہل تقویٰ وصلاح ہی سے فخر کرتا ہے، اور نیک شخص نیکوکار اور سعادت مند لوگوں ہی سے ناز کرسکتا ہے۔ محمد الباقر نے محبت ہی کی وجہ سے خانوادۂ صدیق میں سے ام فروہ سے شادی کی، ان کی یہ شادی اپنے نانا کی وفات کے ستر سال بعد ہوئی ہے، اسی مبارک شادی کا ثمرہ ایک کوہ علم وفقہ کی صورت میں ظاہر ونمودار ہوا، جس سے امام بخاری ومسلم روایت کرتے ہیں، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ ایسا کیوں نہیں ہوگا، اس کی تربیت شہر نبوی میں ہوئی، جو علم وعلماء کا شہر، فقہ وفقہاء کا گہوارہ اور مفکرین وخردمندوں کی آماجگاہ ہے۔

ان روشن فقروں سے ہر صاحب بصیرت کے لئے عیاں ہے کہ جعفر صادق اپنے نانا صدیق اکبرؓ پر ناز کرتے ہیں، (جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار، اور ثانی اثنین یعنی دو میں سے دوسرے تھے) اور بالکل بجا ہے کہ وہ اس فلک بوس پہاڑوں اور مؤمن صادق پر ناز کریں، جس کے متعلق صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو "خلیل" بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

کیا اتنی وضاحت کے بعد بھی کسی طوطا چشم کے لئے مناسب ہے کہ وہ اہل بیتؓ اور صحابہؓ کے درمیان کسی اختلاف کی بات کرے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین.

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل فاروق کے درمیان عقد ومصاہرات

کتنا اچھا ہے کہ نبی امین، مربی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص معتمد، خلیفہ ثانی فاروق اعظم عمرؓ کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنائیں، اور کتنی دلچسپ بات ہے کہ فاروق اعظم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ مصاہرت کے شرف سے سربلند اور معزز ہوں۔

بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت بخشی، اور عمرؓ کی بدولت ہی مسلمانوں اور اسلام کی دعوت پردہ کے پیچھے سے منظر عام پر آگئی تھی۔ اکثر اسلامی فتوحات عہد فاروقی میں وجود میں آئیں، وہ بے شمار خوبیوں کے مالک، عظیم امتیازات کے حامل، اور کارہائے نمایاں کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خاص مناسبت تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اخلاص، راست بازی، والہانہ محبت، اور نصرت دین کے جذبات کو بخوبی جانتے تھے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمرؓ سے نکاح فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند حفصہ کا نعم البدل ہوئے، جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے: فنعم الراحل، و نعم الرحیل۔

پھر فاروق اعظم نے ام کلثوم بنت علیؓ و فاطمہ (رضی اللہ عنہما) سے نکاح کیا، یہ وہی ام کلثوم ہیں جنہوں نے فرمایا تھا کہ: نماز فجر کے ساتھ میرا یہ کیا ماجرا ہے؟ یعنی ان کے دو محبوب ترین آدمی نماز فجر کے وقت شہید ہو گئے، ایک خاوند دوسرا والد۔

پھر خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہوتا ہے کہ ان کا (ام کلثوم کا) بیٹا بھی بوقت فجر وفات پائے، اس مرتبہ وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار سے جاملیں۔

مصاہرت مذکورہ کی تیسری کڑی، حضرت حسینؓ کے پوتے کے پوتے، اور فاروق اعظمؓ کے پوتے کی پوتی کے درمیان ملتی ہے، یعنی حسین بن علی بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کا نکاح، جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے، تاکہ محبت کی تجدید ہو جائے، اور دیرینہ تعلقات زندہ وتابندہ و پائندہ ہو جائیں۔

ان پاکیزہ رشتوں اور تعلقات سے خدا تعالیٰ کے ارشاد: "والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات" کی سچائی بالکل واضح ہو جاتی ہے، اور خانوادۂ نبوت وخانوادۂ فاروق کے درمیان گہرا تعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

زید بن عمر بن الخطابؓ کا قول: "میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں"

زید بن عمر بن الخطاب فخر میں یہ فرماتے تھے: "میں دو خلیفہ کا بیٹا ہوں" یعنی دو خلفاء راشد، دو باکمال ہستیوں، ہم پیالۂ جام شہادت، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ، کیونکہ زید کی والدہ، ام کلثوم بنت امام عادل، عابد زاہد حضرت علی ہیں، اور ان کا والد امیر المؤمنین، قاہر شیاطین، دشمن مشرکین حضرت عمر بن الخطاب ہیں۔

حضرت عمر فاروق نے حضرت علی سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا پیغام دیا، تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو اپنے بھتیجے جعفر کے لئے رکھ رکھا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ان کا نکاح مجھ سے ہی کر دو، بخدا! میں اس کے لئے جتنا امیدوار ہوں، اتنا کوئی نہیں ہے، تو حضرت علیؓ نے ان کا نکاح کر دیا، حضرت عمرؓ خندہ

پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے شاداں وفرحاں، صحابہ کے پاس پہنچے اور فرمایا: تم مجھے مبارکباد ی نہیں دیتے ہو؟ وہ بولے کہ کس بات کی مبارک بادی، فرمایا کہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: ''ہر نسب ورشتہ قیامت کے دن ختم ہو جائے گا، سوائے میرے نسب ورشتے کے'' اس لئے میں نے چاہا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نسب اور رشتہ قائم ہو جائے، (کماروی الحاکم بسندہ عن جعفر الصادق عن ابیہ الباقر رحمہما اللہ)

حضرت فاروق اعظم کا مقصد حاصل ہو گیا اور امید بر آئی، تو صاحبزادہ کا بھی اپنے والد محترم اور نانا دونوں خلیفۂ راشد پر ناز کرنا بجا ہوا۔ زید کا انتقال عنفوان شباب میں ہوا، اس کی وجہ وہ قضیہ تھا جوان کے چچازاد بھائیوں کے درمیان برپا ہوا تھا، زید اس میں مصالحت کے لئے گئے تھے، اچانک ان کے سر پر غلطی سے ایک وار ہوا، پھر فوراً ہی وہ اور ان کی والدہ حضرت ام کلثومؓ، دونوں پہلو بہ پہلو اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی، ان کے بعد ان کے دونوں ماموں حضرات حسنینؓ کی بھی شہادت ہوئی، جس کی وجہ سے ہموم وغموم کی کالی گھٹائیں آسمان پر امنڈ کر آئیں اور پھیلتی چلی گئیں، وکان امر اللہ قدراً مقدوراً.

خانوادۂ نبوت میں حضرت عثمانؓ کا مقام ومنزلت

امیر المؤمنین، خلیفہ ثالث، سابقین اولین کے ایک فرد، صاحب ہجرتین، عشرۂ مبشرہ کے ایک رکن، بیعت رضوان کا سبب، جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کے صاحب دولت وثروت، حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں، جن کے فضائل بے شمار اور شمائل کی فہرست بڑی لمبی ہے، جن کا احاطہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کو خانوادۂ نبوت میں ایک عظیم مقام حاصل ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔۔ نیز ان کی والدہ ''اروی بنت کریز'' کی ماں بیضاء بنت عبدالمطلب ہیں، یعنی بیضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد، حضرت عبداللہ کی سگی بہن ہیں، یہ کوئی دوسری سگی جیسی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ کی جڑواں بہن تھی دونوں ایک ہی پیٹ سے بیک وقت تولد ہوئے تھے۔

پھر حضرت عثمان کو ایک بہت بڑا نشان امتیازی حاصل ہوا، یعنی ہجرت سے پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شرف حاصل ہوا، ان کی ساتھ ہی ہجرت کئے [حبشہ اور مدینہ منورہ] دونوں ہجرتوں کے منازل طے کئے، پھر وہ بیمار ہوگئیں، تو حضرت عثمان نے وفا کا بدلہ وفا سے دیا، اور غزوہ بدر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، ان کی تیمارداری کرتے رہے۔

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کی بہن اور اپنی ایک اور صاحبزادی، حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان غنی کا نکاح کر دیا، حضرت ام کلثوم حضرت عثمان کے ساتھ رہیں، یہاں تک کہ ہجرت کے نو (۹) سال بعد ان کی وفات ہوئی، اسی وجہ سے حضرت عثمان کو ذی النورین دو باکمال بیٹیوں کا خاوند کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خانوادۂ نبوی میں سلسلہ عثمانی کا مضبوط پایہ وہ رشتہ داریاں ہیں، جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

ان مصاہراتی رشتوں سے اگر یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ: "الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات" وہیں آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل عثمانؓ کا مضبوط تعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہوتی ہے۔

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آل عثمانؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے

یہ مصاہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ان کے بڑے شرفاء کے درمیان جاری رہی، اور نبوی نسب شریف عبد مناف میں جا کر حضرت عثمان سے ملتا ہے، پھر اسی نسبی رشتے کو مصاہراتی رشتوں نے اور مضبوط بنایا، یعنی حضرت عثمان کی شادی، حضرات نورین، رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

پھر یہ قربت اور رشتہ داری پانچ نسلوں تک جاری رہی، چنانچہ ابان بن عثمان، مروان نبیرہ عثمان، عبداللہ اور زید ابنائے عمر، یہ سب بنی ہاشم کی نیک خواتین سے نکاح کرتے ہیں، اور یہ ہی سب کچھ نہیں بلکہ خانوادہ حسنی میں ان کے دو مصاہراتی رشتے موجود ہیں، اور خاندان حسینی میں تین ہیں۔ یقیناً مصاہراتی تعلقات طرفین میں محبت کو بڑھاتے ہیں، آدمی اسی سے دامادی کا رشتہ قائم کرتا ہے، جس کی دیانت واخلاق پر اطمینان ہو، کیونکہ اچھے اچھوں کے لئے ہیں، یہ ہی صالحین کا قاعدہ ہے، اور متقین کا اصول ہے، شادی بیاہ کے معاملات میں مصاہراتی تعلقات جوں جوں بڑھتے جاتے ہیں، طرفین میں محبت ومودت بھی پروان چڑھتی

ہے۔یہی بات ہمیں ان مصاہراتی پاکیزہ تعلقات میں نظر آتی ہے، جن کی جڑیں اہل بیت اور خاندان عثمانی کے درمیان راسخ ہوگئیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین.

بیت نبوی میں حضرت زبیرؓ

یہ زبیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد خاص، آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند، بشارت جنت کے حامل، اصحاب حل وعقد کے ممبر تھے۔ان کی ماں ان کی کنیت ابوطاہر رکھتی تھیں، جوان کے ماموں زید بن عبدالمطلب کی کنیت تھی، بعد میں انہوں نے اپنی کنیت اپنے بیٹے عبداللہ کے نام سے رکھی ہے، وہ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی ہیں۔

بچپن میں مسلمان ہوئے آغوش اسلام میں پرورش پائی، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے چند رشتے ہیں: وہ جد رابع قصی بن کلاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے ساتھ ملتے ہیں، ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشیہ آپ کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی سگی بہن ہیں۔

ان کی (صفیہ کی) ماں ہالہ بنت وہب ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہیں، عوام بن خویلد نے حارث بن حرب بن امیہ کے بعد ان سے شادی کی تھی، ان کے بطن سے زبیر پیدا ہوئے، وہ مسلمان ہوئیں اور اپنے بیٹے زبیر کے ساتھ ہجرت کی، ان کی وفات خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ہوئی ہے۔

ان تعلقات کی ایک مضبوط کڑی حضرت زبیر کی پھوپھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جو سب سے پہلے ایمان لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین پشت پناہ اور سہارا بنیں، حضرت فاطمہ زہراء زبیر کی پھوپھی ہی کی بیٹی ہیں، اسی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے، کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت نبوی ہی کے ایک فرد ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین، وصلی اللہ علی النبی الامین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کے درمیان نسلی امتزاج

دنیا کی کوئی چیز ان پاک وشفاف قلوب، قدسی نفوس اور اولوالعزمیوں پر کبھی اثر انداز نہیں ہوئی، کیونکہ

خانوادۂ زبیری وخاندان علوی کے درمیان مصاہرات کے ایسے گونا گوں رشتے ہمارے سامنے ہیں، جن کا وجود واقعۂ جمل کے بعد ہوا ہے، چنانچہ ایک سو سال میں چھ نسلوں کے درمیان رشتوں کی تعداد سولہ تک پہنچ گئی ہے، سبھی دریائے محبت والفت میں غوطہ زن ہیں، اس بحر بے کراں کی شفافیت کو دنیا کبھی داغدار نہ بنا سکی، نسل حسن کے چھ رشتے، دو پوتے، دو پوتیاں رقیہ اور نفیسہ، نیز حسن بن سبداللہ کے پوتے [جس کا لقب، نفس زکیہ تھا] نے زبیری خانوادہ کے ساتھ مکرر رشتہ قائم کیا تھا۔

جہاں تک حسینی نسل کی بات ہے تو وہ بھی حسنی نسل سے کچھ کم نہیں تھی، اسی میں چھ مصاہراتی رشتے قائم ہوئے تھے، جن میں مرد پانچ تھے یہ سب علی بن حسین کے پوتے تھے۔

مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ بھی خانوادۂ علوی کے پانچ رشتے تھے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے دل میں حسد وکینہ کا شائبہ تک نہ تھا، بلکہ وہ اپنے تمام اختلافات کو بھلا چکے تھے، وہ سب مجتہد تھے، بعض مصیب تھے، دوہرا ثواب کے مستحق تھے، اور بعض مخطی تھے ایک ثواب کے مستحق تھے۔

آل علیؓ وآل طلحہ بن عبیداللہؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے

اس شخص کے مقام ومرتبہ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک، آٹھ سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ایک، اور ان لوگوں میں سے بھی ایک تھے، جنہوں نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا، نیز یہ چھے اصحاب شوریٰ کے بھی رکن رکین تھے، یہ ہیں: طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی ہیں، چند رشتوں کے ذریعہ یہ خانوادۂ علوی کے قریب ہوگئے، نواسہ حضرت حسن نے، ام اسحاق بنت طلحہؓ سے شادی کی، تاکہ اس مبارک حسن پیدا ہوں؟؟

پھر اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد، اسی خاتون سے حضرت حسین شہیدؓ نے شادی کی، تاکہ یہ عظیم المرتبت رشتہ باقی رہے، اور فاطمۃ الزہراء کی پوتی فاطمہ صغریٰ وجود میں آئے، حالانکہ دونوں حسنینؓ نے جنگ جمل میں شرکت فرمائی تھی، پھر ام اسحاق بنت طلحہ سے شادی کرنے کی کیا وجہ تھی، کیا اس کا تشفی بخش جواب اور روشن دلیل یہ نہ تھی کہ ان حضرات کے دل پاک وصاف تھے، غرض مند لوگوں نے ہی تاریخی حقائق کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی کوشش کی۔

یہ باہمی روابط مصاہراتی راہ سے مسلسل جاری رہے ہے، جب حضرت حسن بن علی کے پوتے عبداللہ المحض اور عون بن محمد بن علی بن ابی طالب نے حضرت طلحہ کی پوتی، حفصہ بنت عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے شادی کی ہے۔

یہ ہماری اس بات کی دلیل ہے خودغرض لوگوں نے واقعہ جمل کے تحت مختلف بے جا باتیں بنائیں ہیں، تا کہ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان صاف تعلقات کو مسخ کر دیا جائے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت حسین بن علیؓ کے داماد دیگر صحابہؓ کے فرزندوں میں سے

حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ کا، صحابہؓ کے دل میں، نیز ان کی اپنی نسل کے دل میں ایک خاص مقام تھا، یہ ان مصاہرات سے ظاہر ہوتا ہے، جو حضرت حسینؓ کی دو بیٹیوں کے حق میں قائم ہوئی ہیں۔

چنانچہ حسن مثنیٰ نے اپنی چچازاد بہن فاطمہ صغریٰ سے شادی کی، ان کے بطن سے ممتاز گرامی شخصیات پیدا ہوئیں، جیسے حسن مثلث، عبداللہ المحض، ابراہیم الغمر، زینب (جس کی شادی ولید بن عبدالملک سے ہوئی) اور ام کلثوم جس کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی [حضرت] باقر سے ہوئی۔

جنگ کربلا میں زخمی ہونے کے نتیجے میں، حسن مثنی کا انتقال ہونے کے بعد، فاطمہ صغریٰ کی شادی عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان (جس کا لقب مطرف تھا) سے ہوئی، جس سے ایک لڑکی اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔

امام حسینؓ کی دوسری بیٹی کی شادی، پہلے عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (جس کا لقب ابوبکر تھا) سے ہوئی تھی، پھر جب وہ واقعہ طف میں شہید ہوئے، تو ان کی شادی مصعب بن زبیر بن العوام سے ہوئی، اس سے ان کی ایک بیٹی ہوئی جس کا نام فاطمہ رکھا، لیکن وہ بھی کچھ ہی دن کے اندر شہید ہو گئے، تو اس کی شادی عبداللہ بن عثمان بن حکم بن حزام سے ہوئی، اور جب اس کا انتقال ہو گیا، تو عثمان بن عفان کے پوتے زید نے اس سے شادی کی پھر زید کا بھی انتقال ہو گیا، تو اس کی ایک جلیل القدر صحابی عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے ابراہیم سے ہوئی، لیکن یہ ازدواجی زندگی بھی پائیدار نہ ہوئی، تین مہینے کے بعد طلاق ہو گئی، تو اس کا نکاح اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان ابن الحکم سے ہوا، جو خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بھائی ہے۔

اب ہم کو یہ سمجھنا ہے کہ صرف دو شادی (یعنی حسن مثنی کی شادی فاطمہ سے اور عبداللہ بن الحسن کی شادی سکینہ سے) کے علاوہ باقی تمام مصاہراتی رشتے جنگ کربلا کے بعد ہی ہوئے ہیں۔

محمد باقر

محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ (مولود/ ۵۶ھ۔ متوفی/ ۱۱۴ھ)

سردار، بہادر، خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ، ابوجعفر محمد بن علی حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی ہیں، جن کی پیدائش سن ۵۶ ہجری میں ہوئی ہے۔

انہوں نے علوم کے پردوں کو چاک کر کے، اس کے پوشیدہ خزانوں اور رازہائے سربستہ کو حاصل کیا، اسی لئے آپ کا لقب باقر (یعنی چاک کرنے والا) پڑ گیا، آپ کا یہ علم، تحصیل علم کی راہ میں تگ و تاز مسلسل اور بیتابی بے کرانی کا ثمرہ ہے، اور معلم اول، مرشد کامل، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ اساتذہ جلیل صحابہ کرامؓ کے ساتھ عاجزی وانکساری اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا نتیجہ ہے، جیسے حضرت جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالکؓ، عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ، عبداللہ بن عباسؓ، اور ابوسعید الخدری اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان کی مرویات کو حدیث شریف کی ممتاز ترین بنیادی کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، ان کی تعداد دو سو سے زائد ہے، یہ ان مرویات کے علاوہ ہیں جو تاریخ وتفسیر کی کتابوں کی زینت بنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو علمی گھرانے کی ایک نیک خاتون، ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق عطا فرمائیں ہے، جس سے علم وتقوی کا ایک اور پہاڑ نمودار ہوا، جس کو جعفر صادق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انتہائی محبت ومؤدت اور جاں نثاری ووفاشعاری کا اس وقت ظہور ہوا جب حضرت باقر سے ایک مسئلہ تلوار کے نقش ونگار سے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار پر نقش ونگار بنوائے تھے، سائل نے کہا: آں جناب بھی ان کو صدیق کہتے ہیں؟ تو حضرت باقر نے اپنی مسند سے قوت سے کودتے ہوئے، قبلہ کی طرف رخ کیا اور تین مرتبہ فرمایا: نعم الصدیق، نعم الصدیق، نعم الصدیق، جو شخص صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی کسی بات کو سچ قرار نہ دے۔

کیونکر ہوسکتا ہے کہ عالی مرتبہ اور عمدہ اعلی حسب ونسب والا، اپنے جیسے بلند اصحاب کی طرف سے دفاع نہ کرے، وہ ایسے شخص کا دفاع کیوں نہیں کرے گا، جس نے اپنے نانا کی پشت پناہی کی اور اپنی تمام چیزوں کو اللہ کی راہ میں لگا دیا تھا، یہ وفاشعاروں کی راہ متقین کا طریقہ اور پاکبازوں کا اسلوب ہے۔

حفصہ بنت محمد الدیباج

جو چاروں خلفائے راشدین اور طلحہ وزبیر کی پوتی ہیں۔

کلام کی جامعیت، مضامین کی عمدگی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پنہاں حقائق کو اس طرح اجاگر کردیا جائے کہ وہ ہرکس وناکس، عالم وجاہل کے سامنے عیاں ہوجائیں، رشتہ داری کی پائیداری اور قرابت داری وبھائی چارگی کی مضبوطی یہ ہے کہ تعلقات متواتر ومسلسل اور دائمی ہوں، جوحسب ضرورت وموقع تازہ ہوتے رہیں، ایسا ہی خانوادہ نبوت کے پوتوں اور صحابہ کی اولاد کے درمیان ہے۔ کبھی ایسی رشتہ داریوں کی تعداد ڈیڑھ سو (۱۵۰) سے زائد ہوجاتی تھی جیسا کہ حفصہ بنت محمد دیباج بن عبداللہ المطرف بن عمرو ابن خلیفہ راشد امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہے۔ یہ خاتون بیک وقت، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ اور طلحہ وزبیرؓ کی بیٹی ہیں۔

ان کی (حفصہ بنت محمد دیباج کی) ماں، خدیجہ بنت عثمان بن عروۃ بن الزبیر ہیں۔

اور عروہ کی ماں، اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

محمد بن دیباج کی ماں، فاطمہ بنت حسین بن علیؓ تھیں۔

فاطمہ بنت حسین کی ماں، ام اسحاق بن طلحہ بن عبیداللہ تھیں۔

عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی ماں، حفصہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب تھیں، جن کو زینب بنت عبداللہ بن عمر بھی کہا جاتا ہے۔

ان حضرات میں عجیب اجتماعیت اور انمٹ اتحاد ہے، نہ اختلاف وتنافر کا کوئی اثر، نہ جھگڑے اور خصومت کا کوئی نشان ہے، جو کچھ ہے وہ تصورات سے بالاتر بلندی، مؤدت کی مضبوط کڑیاں، گہرے تعلقات اور قوی ترین نسبت ہے، کیا اب کسی جاہل کو یا طوطا چشم کے لئے سچائی اور حقیقت کو مان لینے میں کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے۔

امھات المؤمنین رضی اللہ عنھم

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

وہ پاکیزہ عورتیں، شریف وپاکدامن خواتین اور نیک سیرت بیبیاں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے اس لئے

انتخاب کیا، کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سچی مثالی شریک حیات بنیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو امہات المؤمنین والمؤمنات کے تمغہ سے نوازا ہے۔

گیارہ مؤمن خواتین بالکل ایسی ہیں جیسے پر رونق، جاذب نظر اور خوشنما ہار ہے، سبھی کا سلسلہ نسب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، سوائے دو خواتین کے: ایک حضرت جویریہ، جو بقول راجح قحطانی النسل ہیں، دوسری حضرت صفیہ، جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، تاہم سب ہی زوجاتِ مطہرات کا نسب انتہائی پاک وشفاف ہے۔

حضرت خدیجہؓ پہلی بیوی اور اپنے مال سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار ہیں، اور حضرت عائشہؓ تنہا غیر شادی شدہ خاتون اور سب سے پیاری بیوی تھیں، اور ان کے والد محترم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے دوست تھے، اور سب سے آخری زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ حضرت زینب بنت جحشؓ ہیں، سب سے آخر میں وفات پانے والی حضرت ام سلمہؓ ہیں، سبھی کا مرقد جنت البقیع ہے، البتہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ مکرمہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقام سَرِف میں دفن ہوئیں۔

وہ سب عالمہ اور استانیاں ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰ حدیثیں، حضرت ام سلمہؓ سے تین سو اٹھہتر ۳۷۸، حضرت میمونہؓ سے صرف اٹھہتر ۷۸، حضرت ام حبیبہؓ سے پینسٹھ ۶۵، زینب بنت جحش سے گیارہ ۱۱ حدیثیں مروی ہیں، نیز دیگر ازواج مطہرات کی اور روایتیں بھی ہیں۔ سبھی نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے علم حدیث کو فروغ دینے میں اپنی پاکیزہ زندگی اور اپنے عظیم المرتبت جلیل القدر شوہر [علیہ السلام] کے احوال نقل کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

رضی اللہ عن امہات المؤمنین ورحمهن رحمة الابرار.

عشرہ مبشرہ

وہ دس صحابہ کرامؓ جن کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت حاصل ہوئی۔

اصحاب علم وفضل، حاملین شرافت و بزرگی، جن کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، جن کے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ، میں ڈھلے ہوئے تھے، اور جن کے خاکی جسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

راہ میں وقف شدہ اور قربان تھے۔ یہ ہیں بشارت کی حاملین دس خوش نصیب ہستیاں، جن کے مناقب وفضائل میں بہت سی احادیث وآثار وارد ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

دس شخص جنتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں، ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر بن العوام جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، اور اگر میں چاہوں تو دسویں کا بھی نام لے لوں، صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعید بن زید ہیں۔۔۔!!

یہ دسوں حضرات، حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں۔ یہ دعوت اسلام میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں، اسی طرح یہ نسب شریف میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں، اس لئے ان میں سے کسی کے نسب میں انگلی رکھنے کی کوشش کرنا، درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں انگلی رکھنے کا مترادف ہوگا۔ سوائے حضرت ابوبکر کے والد ماجد کے، کسی دوسرے کے والد مسلمان نہیں ہوئے۔

ان میں بعض خلفاء ہیں، بعض اصحاب شوریٰ ہیں، سبھی سراپا زہد وتقویٰ ہیں، اکثر ان میں سے شہداء ہیں، چنانچہ حضرت عمر، عثمان وعلی، طلحہ وزبیر شہید ہوئے، سب سے پہلے وفات پانے والے اور سب سے باکمال حضرت صدیق اکبر ہیں، اور سب سے اخیر میں وفات پانے والے، حضور پر نور کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، سب کے سب غزوہ بدر کی فضیلت کے حاملین ہیں اور سب بیعت رضوان کے بھی شریک ہیں، سوائے حضرت عثمان کے کہ انہیں کی وجہ سے بیعت رضوان ہوئی تھی۔

رضی اللہ عنہم وارضاهم، والحقنا بهم فی جنات النعيم فرضی الله عنهم اجمعين.

دنیا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمہ گیر کارنامے اور ملک گیر فتوحات

وہ انتہائی بہادر، میدان جنگ کا شیر ببر تھے، جو شمشیر براں کے ٹکراؤ اور تیروں کی برسات سے نہیں

ڈرتے تھے، بلکہ ہمیشہ شہادت اور جنت کی سرداری کے خواہاں رہتے تھے۔ وہ میدان جنگ کا ایک عظیم ہیرو تھے، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر نہ نیند غالب آتی تھی اور نہ سستی و کاہلی تھی، بلکہ وہ تلوار کو سونت لیتے، گھوڑے پر زین کس کے سوار ہوتے، اور میدان کارزار میں گھس جاتے اور جنگوں میں حصہ لیتے تھے، تا کہ اس عالم آب و گل کے چپہ چپہ میں توحید کا پرچم بلند کیا جا سکے۔

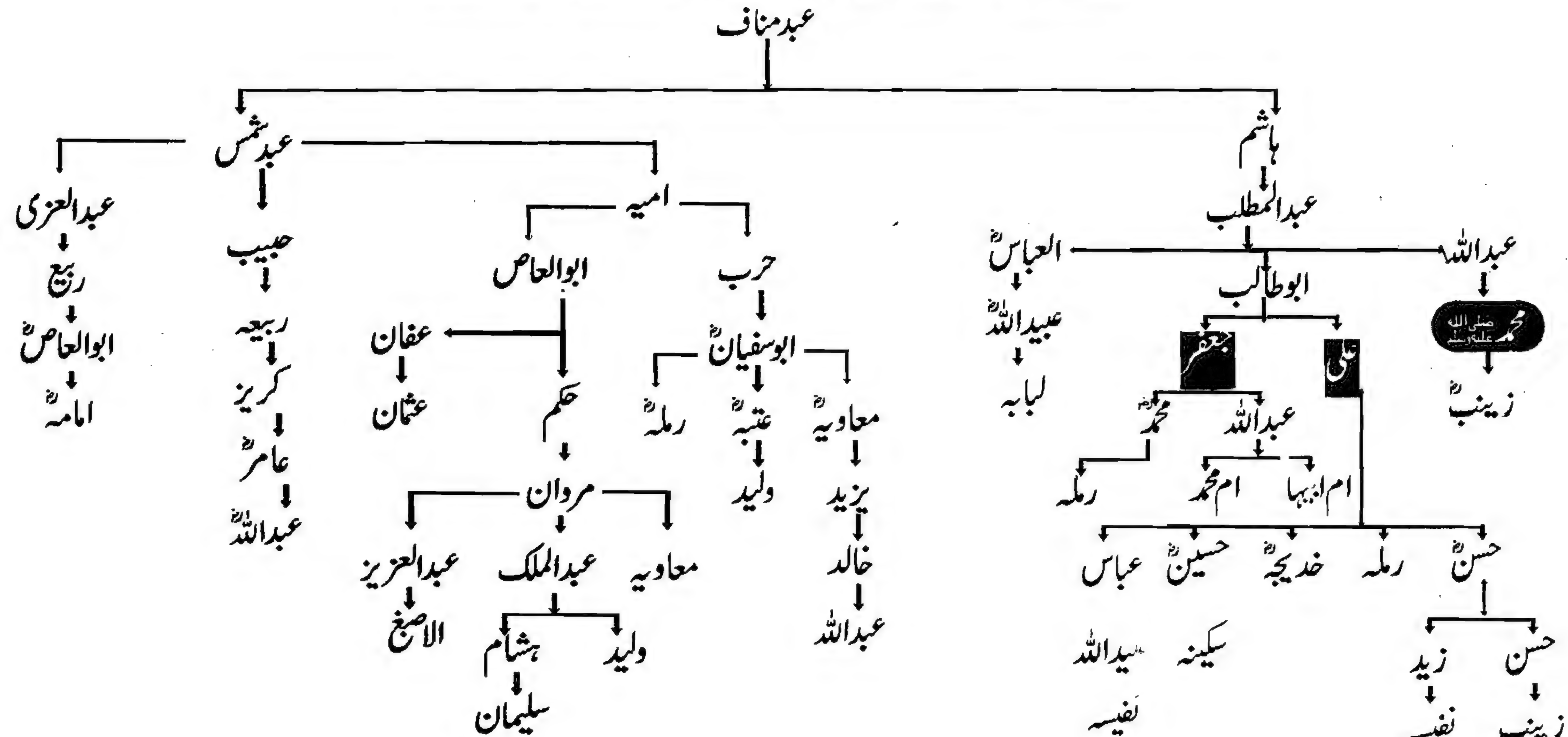
انہوں نے افریقہ کے مختلف ممالک کے فتوحات میں شرکت کی اور وہاں کے اکثر حصوں کو رومیوں کے ناپاک قبضے سے پاک کیا، نیز انہوں نے جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن العاص کی سرکردگی میں، طبرستان کے ممالک کو فتح کرنے کے لئے پرزور شرکت فرمائی، پھر سب کے سب وہاں سے ہمہ گیر کامیابی کے تاج پہن کر خوش و خرم واپس ہوئے۔

نیز انہوں نے حضرت معاویہ کی دعوت پر، قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لئے جان و مال سے شرکت فرمائی، اسی غرض سے وہ مدینہ منورہ سے نکل کر ملک شام کے ''حلب'' وغیرہ سے گذرتے ہوئے، اس دور دراز ملک تک پہنچ گئے۔ مگر چوں کہ دشمنان اسلام اپنے بلند و بالا قلعوں میں محفوظ ہو گئے تھے، اس لئے مسلمان ان کو فتح نہ کر سکے، تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب پڑ گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مسلسل مسلمانوں کے ساتھ پنجہ آرائی کرنے سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بغرض اعلاء کلمۃ اللہ) ہمیشہ جہاد کرنے اور بے پناہ بہادری کا مظاہرہ کرنے کا والہانہ شغف رکھتے اور کارہائے نمایاں کو جبین تاریخ میں ثبت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ.

المصاهرات بين اهل بيت النبی ﷺ وبنی عمومتم



(١) تاريخ دمشق (لابن عساكر)
(٢) انساب الاشراف (للبلاذری)
(٣) عمدة الطالب (لابن عنبة)
(٤) الطبقات الكبرى (لابن سعد)
(٥) الأصيلی (لابن الطقطقی)
(٦) مقاتل الطالبين (لأبی فرج الأصفهانی)
(٧) جمهرة أنساب العرب (لابن حزم)
(٨) المحبر (لابن حبيب)
(٩) منتهی الآمال (لعباس القمی)
(١٠) نسب قريش (للزبير بن بكار)
(١١) تاريخ اليعقوبی
(١٢) كشف الغمة (للأربلی)

بنات خیر البشر محمد رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنھن

زینب

حضور ﷺ کی سب سے بڑی لڑکی بعثت کے دس سال پہلے پیدا ہوئی، اسلام سے پہلے اپنے خالہ کے لڑکے ابوالعاص بن ربیع سے شادی ہوئی، سن ۸ ہجری میں نبی علیہ السلام کی حیات طیبہ میں وفات پائیں۔

رقیہ

بعثت کے سات سال پہلے پیدا ہوئیں، اپنے شوہر عثمان بن عفان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔
حصبہ کی بیماری میں مدینہ میں وفات پائی جب کہ مسلمان جنگ بدر میں تھے۔

ام کلثوم

حضور ﷺ کی تیسری بیٹی بعثت سے پہلے حضرت رقیہؓ کے بعد پیدا ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہیں ہیں، عثمان بن عفان سے اپنی بہن رقیہؓ کی وفات کے بعد شادی ہوئی۔ حضورؐ کی زندگی ہی میں سن ۹ ہجری شعبان کے مہینہ میں وفات ہوئی۔

فاطمہ

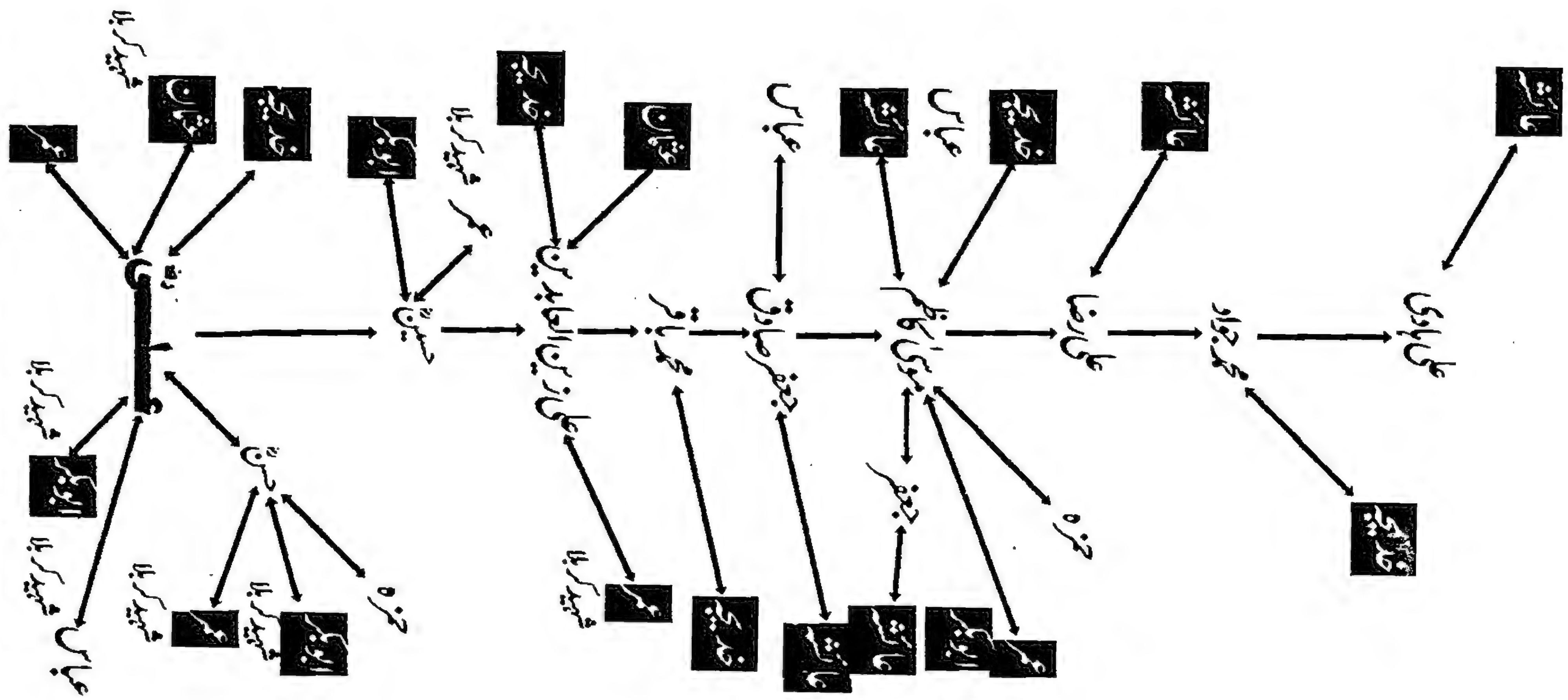
حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، بعثت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئیں، ۲/ہجری میں حضرت علیؓ سے شادی ہوئی، سنہ ۱۱ ہجری میں ماہ رمضان میں وفات ہوئی۔

(۱) السیرة النبویة لابن هشام ۲/۹
(۲) تاریخ الاسلام للذهبی ۱/۱۲
(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲/۱۲۵
(٤) البدایه والنهایة لابن کثیر ۲/۲۹٤
(٥) الاصابة لابن حجر ترجمة ۸۱/۱۱۱
(٦) الاستیعاب لابن عبدالبر ۱/۱۷
(۷) اسد الغابة لابن الأثیر ۱/۱۰
(۸) الخصال للصدوق ص:٤۰٤
(۹) تهذیب الاحکام للطوسی ۲/۳۳۳
(۱۰) شرح اصول الکافی للمازندرانی ۷/۱٤٤
(۱۱) تاج الموالید للطبرسی ص:۹
(۱۲) تاج موالید الائمة لابن خشاب ص:۷
(۱۳) مناقب آل ابی طالب ابن شهر آشوب ۲/۹۰
(١٤) المسائل السرویة للمفید ص:۹٤
(١٥) مستدرکات علم الرجال للنمازی الشاهرودی ترجمة رقم ۹۲۲۷ و ۱۵۸٦۰ و ۹۵۹۰ و ۱۸۰٦۸
(١٦) المقنعة للمفید ص:۳۳۲
(۱۷) المبسوط للطوسی ٤/۱۵۹
(۱۸) مصباح المجتهد للطوسی ص:۸۰ و ٦۲۲
(۱۹) تذکرة الفقهاء للحلی ۲/٦۰٤
(۲۰) قرب الإسناد للحمیری القمی ص:۹
(۲۱) معجم رجال الحدیث للخوئی ۱۲/۱۳۹ و ۲٤/۲۰۸ و ۱۹/۳۰۵ و ترجمة رقم ۱۵٦۲٦
(۲۲) وسائل الشیعة للحر العاملی ۳/۱۳۹
(۲۳) الاستبصار للطوسی ٤۸۵
(۲٤) الحدائق الناضرة للبحرانی ٤۰/۸۵
(۲۵) منتهی المطلب للحلی ۱/٤٤٦
(۲٦) قاموس الرجال للتستری ترجمة رقم ۱۱۹ و ۳٤۳ و ۸ و ۱۳٦
(۲۷) بحار الانوار للمجلسی ٤۲/۹۵

اہم مراجع

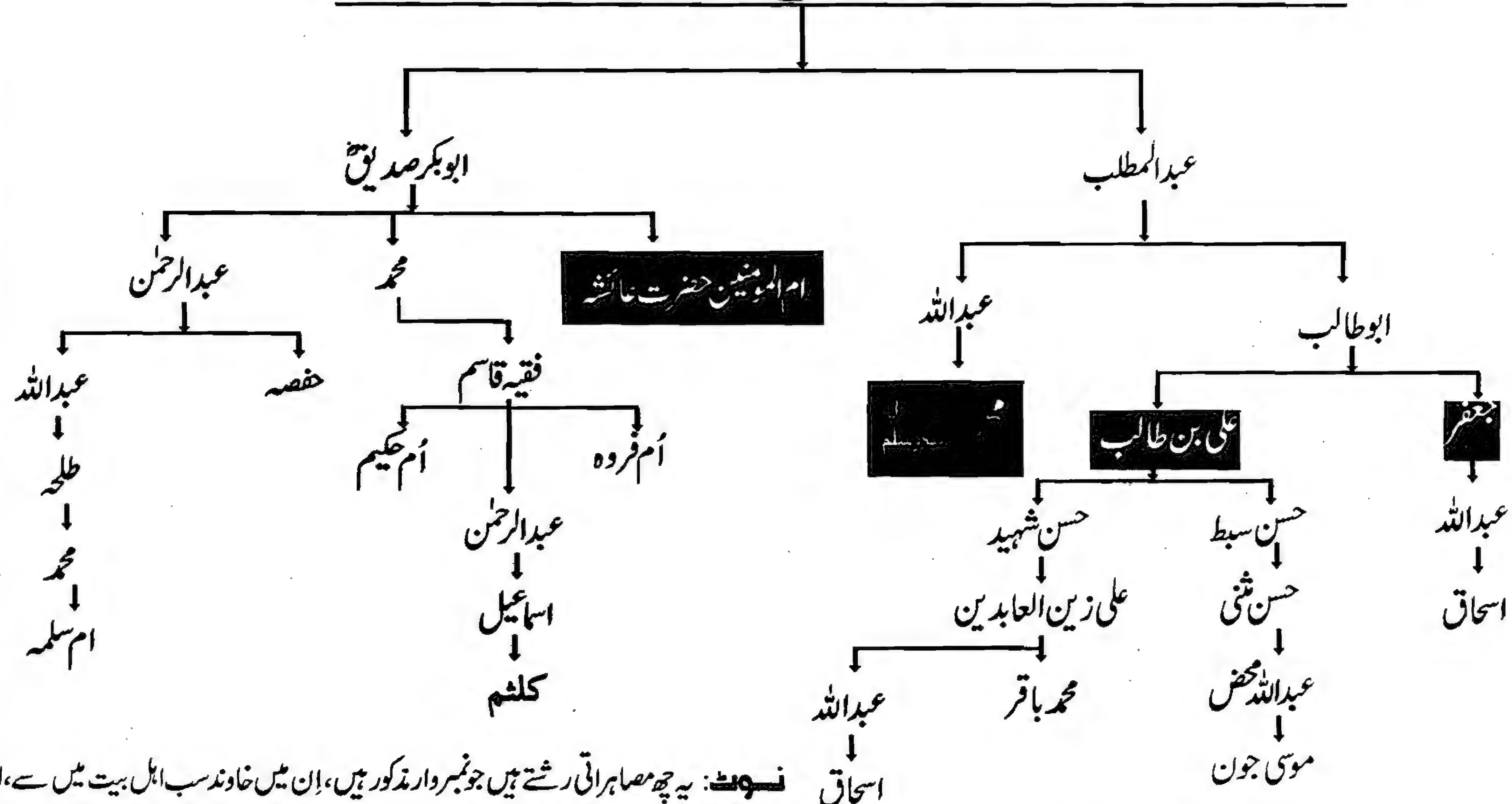
☆تاریخ دمشق لابن عساکر
☆الطبقات الکبریٰ لا سعد
☆جمهرة انساب العرب لابن حزم
☆نسب قریش للزبیربن بکار
☆عمدة الطالب لابن عنبة
☆انساب الاشراف للبلاذري
☆ تاریخ الیعقوبی
☆مقاتل الطالبین لأبی الفرج الاصفهانی.
☆ منتهی الأمال للعباس القمی
☆المحبر لابن حبیب
☆الاصیلی لابن الطقطقي
☆کشف الغمة للأربلی
☆الإرشاد للمفید
☆معجم رجال الحدیث للخوئی
☆مستدرکات علم الرجال لعلی
☆النمازي الشاهروردي

وہ نام جو حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو محبوب تھے۔



نوٹ: محبت وعقیدت مندی ہی کی وجہ سے حضرت علیؓ اور ان کی اولاد نے اپنے بچوں اور بچیوں کے نام اِن مبارک ہستیوں کے نام سے رکھتے تھے، ورنہ انسان کبھی بھی اپنے بچوں کے نام، کسی دشمن یا ناپسندیدہ شخص کے نام سے نہیں رکھتا۔

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں



نوٹ: یہ چھ مصاہراتی رشتے ہیں جو نمبروار مذکور ہیں، اِن میں خاوند سب اہل بیت میں سے، اور بیبیاں سب خانوادۂ صدیقؓ میں سے ہیں، ظاہر ہے کہ پیغام نکاح مردوں کی طرف سے آتا ہے، عورتوں کی طرف سے نہیں، یہی بات اہل بیت کے دل میں اہل صدیقؓ کے لئے محبت وعقیدت مندی کی ایک زندہ دلیل اور دائمی نشان ہے۔

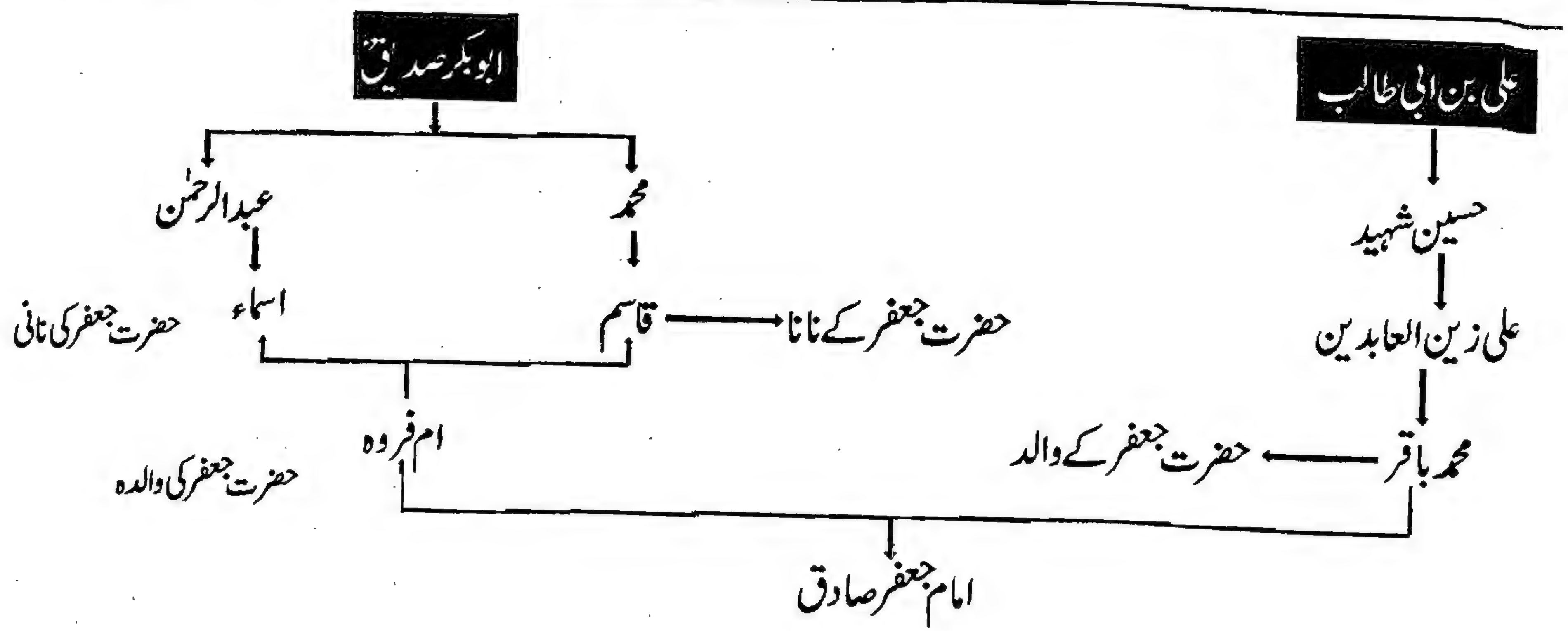
الإرشاد للمفيد/ص:٢٧٠ — تراجم أعلام النساء لمحمدالأعلمی الحائری/ص:٢٧٨

عمدة الطالب لابن عنبة/ص:٢٢٥ — الأصيلي لابن الطقطقي/ص:١٤٩

نسب قريش لمصعب الزبيري.

امام جعفر صادقؒ کا مقولہ ہے: ”مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دو مرتبہ جنا ہے“

تفصیل:
پہلی ولادت: امام جعفر کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر کے طریق سے۔
دوسری ولادت: امام جعفر کی نانی اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے طریق سے۔

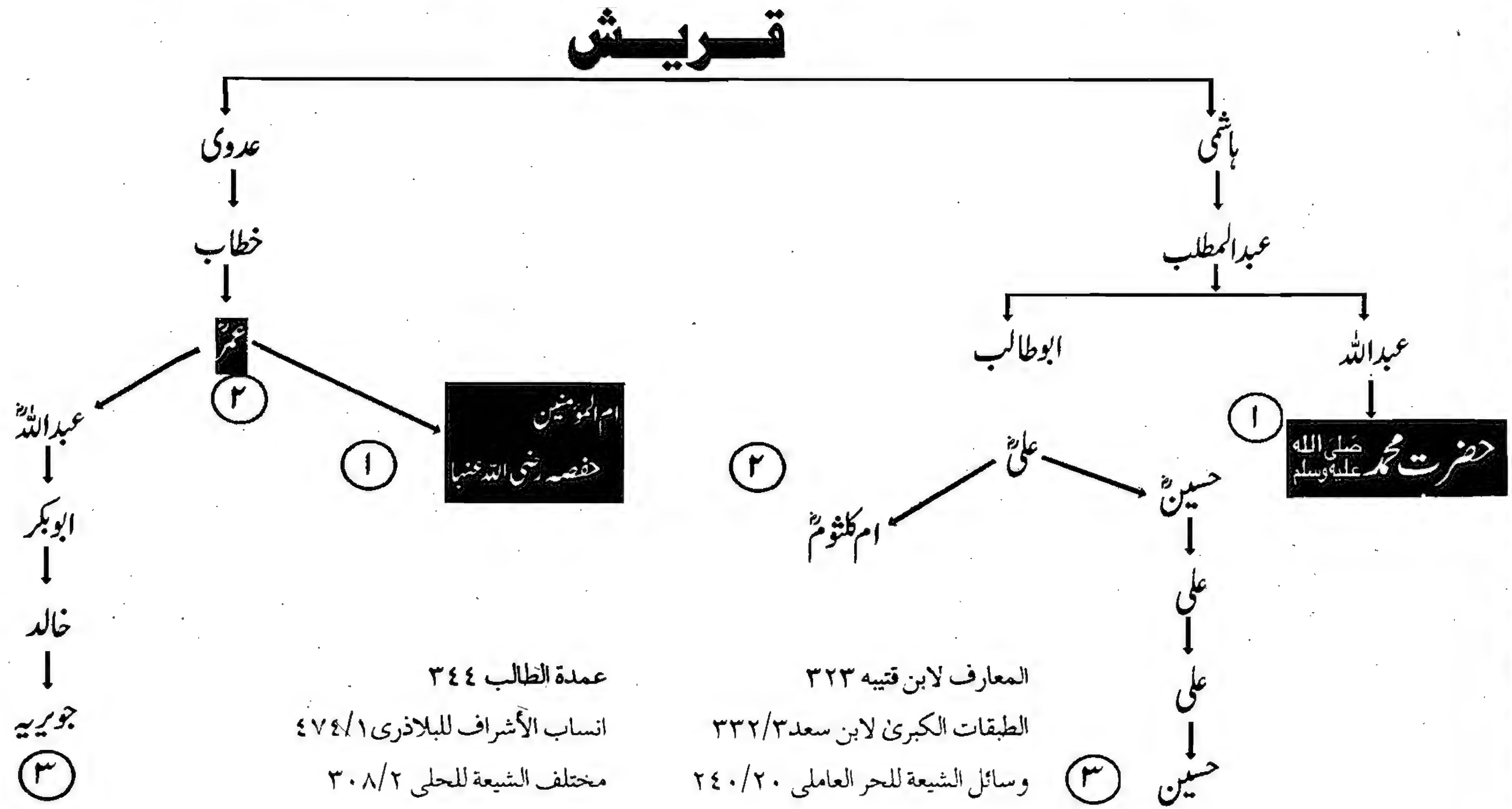


عمدة الطالب لابن عنبة/ص:٣٤٥ — كشف الغمة للأربلی ٣٤٧/٢

الأصيلی لابن الطقطقی/ص١٤٩ — تهذيب الكمال للمزی ت ٧٤٢ه، ٧٥/٥رقم ٩٥٠

تهذيب التهذيب لابن حجر ت٨٥٢هـ — الكاشف للذهبی ت٧٤٨هـ ٢٩٥/١رقم ٧٩٨

حضور پاک ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں



المعارف لابن قتیبہ ٣٢٣
الطبقات الکبریٰ لابن سعد٣/٣٣٢
وسائل الشیعة للحر العاملی ٢٤٠/٢٠
نسب قریش للزبیری ٢٥
الأصیلی لابن الطقطقی ٥٨

عمدة الطالب ٣٤٤
انساب الأشراف للبلاذری ٤٧٤/١
مختلف الشیعة للحلی ٣٠٨/٢
المبسوط للطوسی ٢٧٠/٤
بحارالانوار للمجلسی ١٧٨/٤٤، ٣٢٩/٤٥

حضرت زید بن عمر بن خطاب کا قول ہے: "میں دو خلیفوں کا فرزند ہوں"

۲/ہجری میں حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا۔

خلیفہ راشد

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

خلیفہ راشد

حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ

تمام عورتوں کی سردار

فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

حضرت عمر نے ام کلثومؓ سے ۲۰ ہجری سے پہلے نکاح کیا۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا

زید

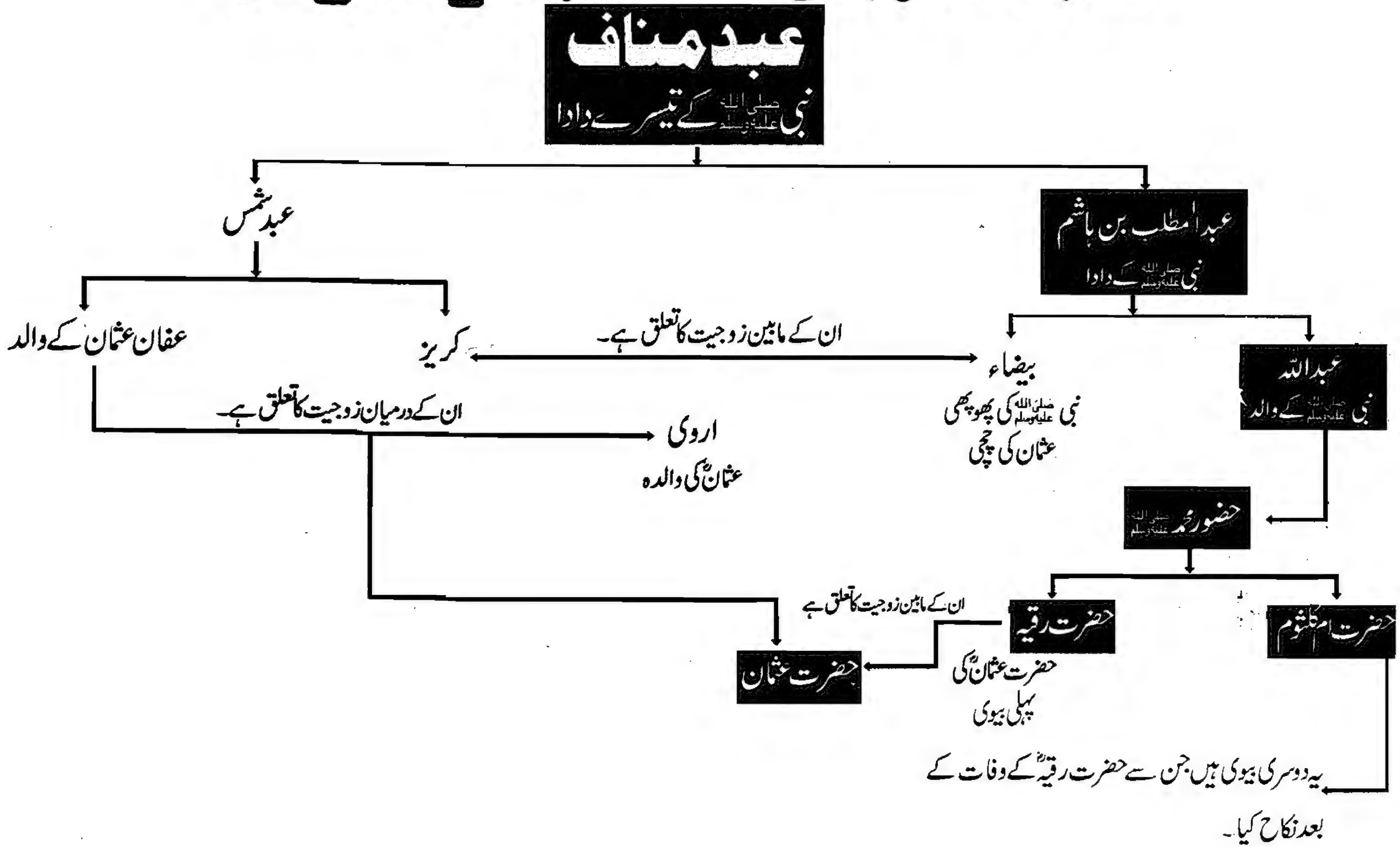
ان کی اور ان کے والدہ ام کلثومؓ کی وفات ۴۵ھ میں تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی تھی۔

الأصیلی لابن الطقطقی ص: ٥٨
بحارالانوار للمجلسی ٣٨٢/٧٨
البداية والنهاية للحافظ ابن كثير
تاريخ الاسلام للذهبى حوادث سنة٤٥
تاريخ دمشق لابن عساكر ترجمه زيد بن عمر بن خطاب

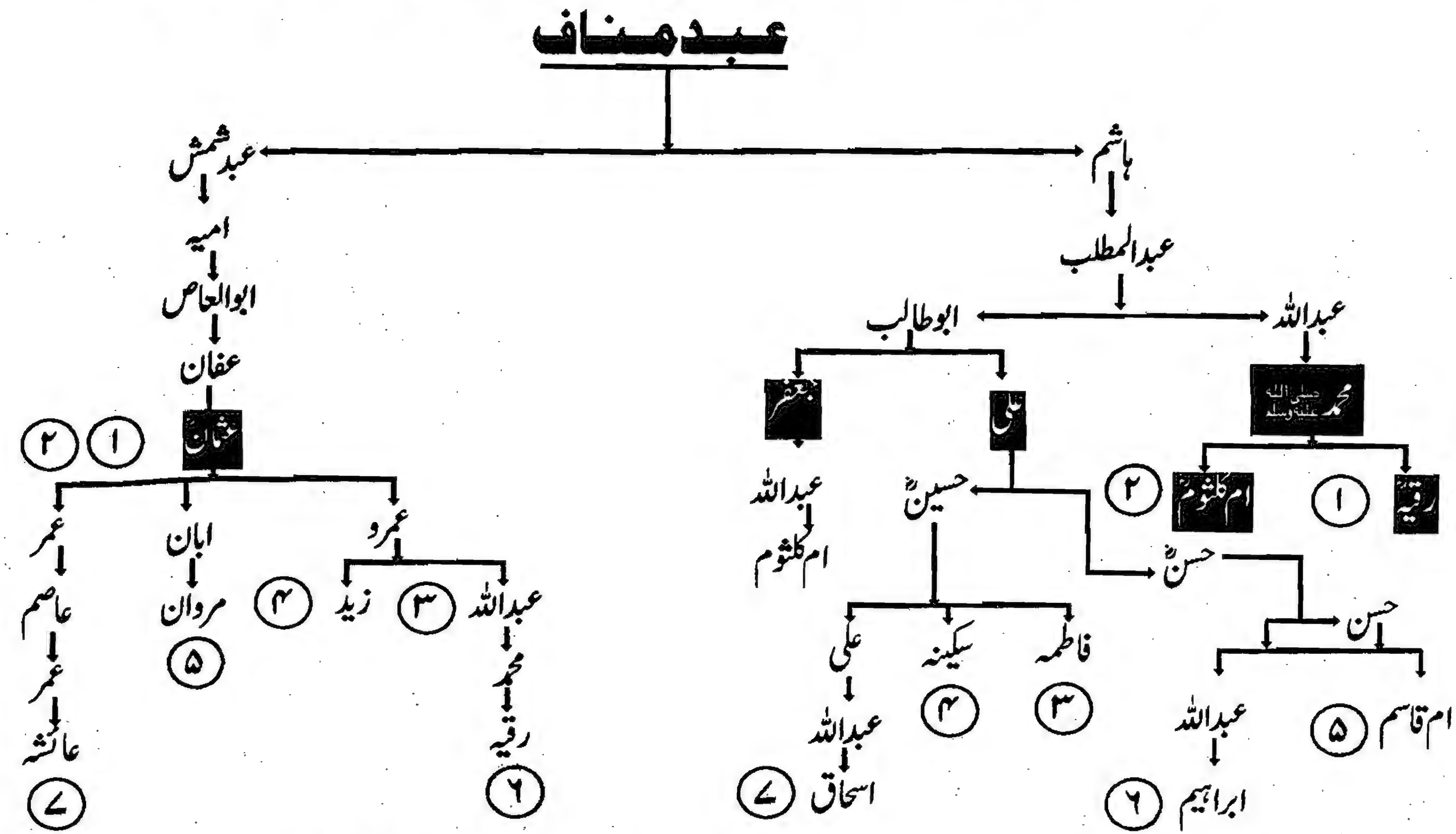
الذريعة لآغا بزرك الطهراني ١٨٤/٥
أعيان الشيعة لمحسن الأمين ٤٨٦/٣
رياض المسائل للطبطبائي ٦٦٤/١٢
سير أعلام النبلاء للحافظ الذهبى ٥٠٢/٣
الطبقات الكبرىٰ لابن سعد ٤٦٣/٨

كشف اللثام للفاضل الهندي ٥٢٥/٩
كفاية الأحكام للسبزاوي ٨٧٩/٢
الوافى فى الوفيات للصفدي ٢٣/١٥
وسائل الشيعة للحر العاملي ٣١٤/٢٦
مختلف الشيعة للحلي ٣٠٨/٢

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبوت کے گھرانے میں



حضور ﷺ اور حضرت عثمانؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات



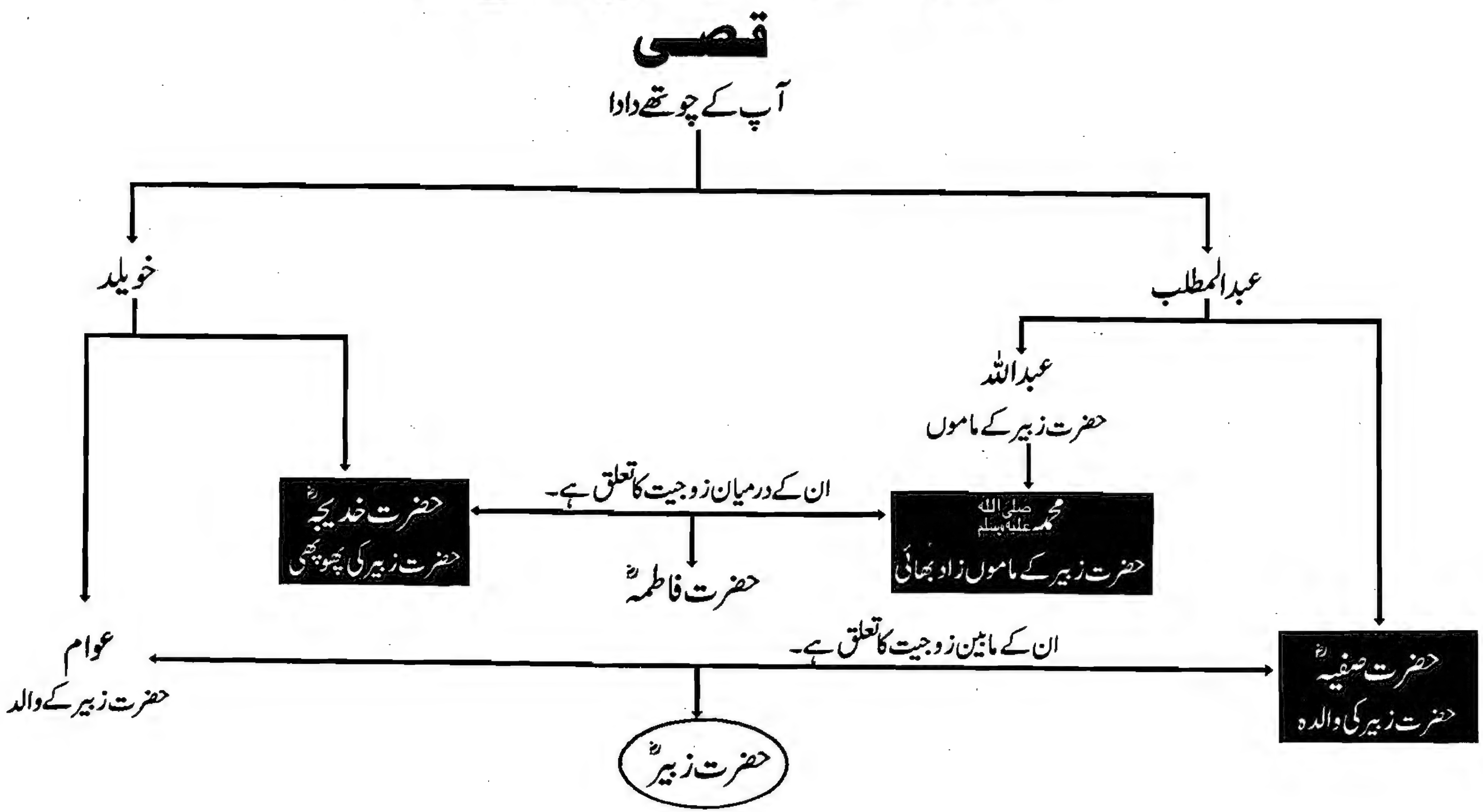
تاریخ دمشق لابن عساکر.
انساب الأشراف للبلاذري
الأصیلی لابن الطقطقی

عمدة الطالب لابن عنبة.
المحبر لابن حبیب
نسب قریش للزبیر بن بکار

منتهی الآمال لعباس القمی
جمهرة أنساب العرب لابن حزم
مقاتل الطالبین لابن الفرج الأصفهانی

الطبقات الکبریٰ لابن سعد
تاریخ الیعقوبی
کشف الغمة للأربلی

حضرت زبیرؓ حضورﷺ کے گھرانے میں



سیر اعلام النبلاء للذھبی ۱/۴۳
الاصابة لابن حجر (ترجمة الزبیرؓ)

القواعد والفوائد لمحمد العاملی ۲/۳۲۷
مستدرکات علم الرجال لعلی النمازی الشاھرودی (۷۱۷۵) ج:۳/۴۱۹

حضرت علی وزبیرؓ کی آل کے درمیان سوسال کے دمیان ازدواجی تعلق

حضرت علی اور زبیر بن عوامؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات

قصی بن کلاب

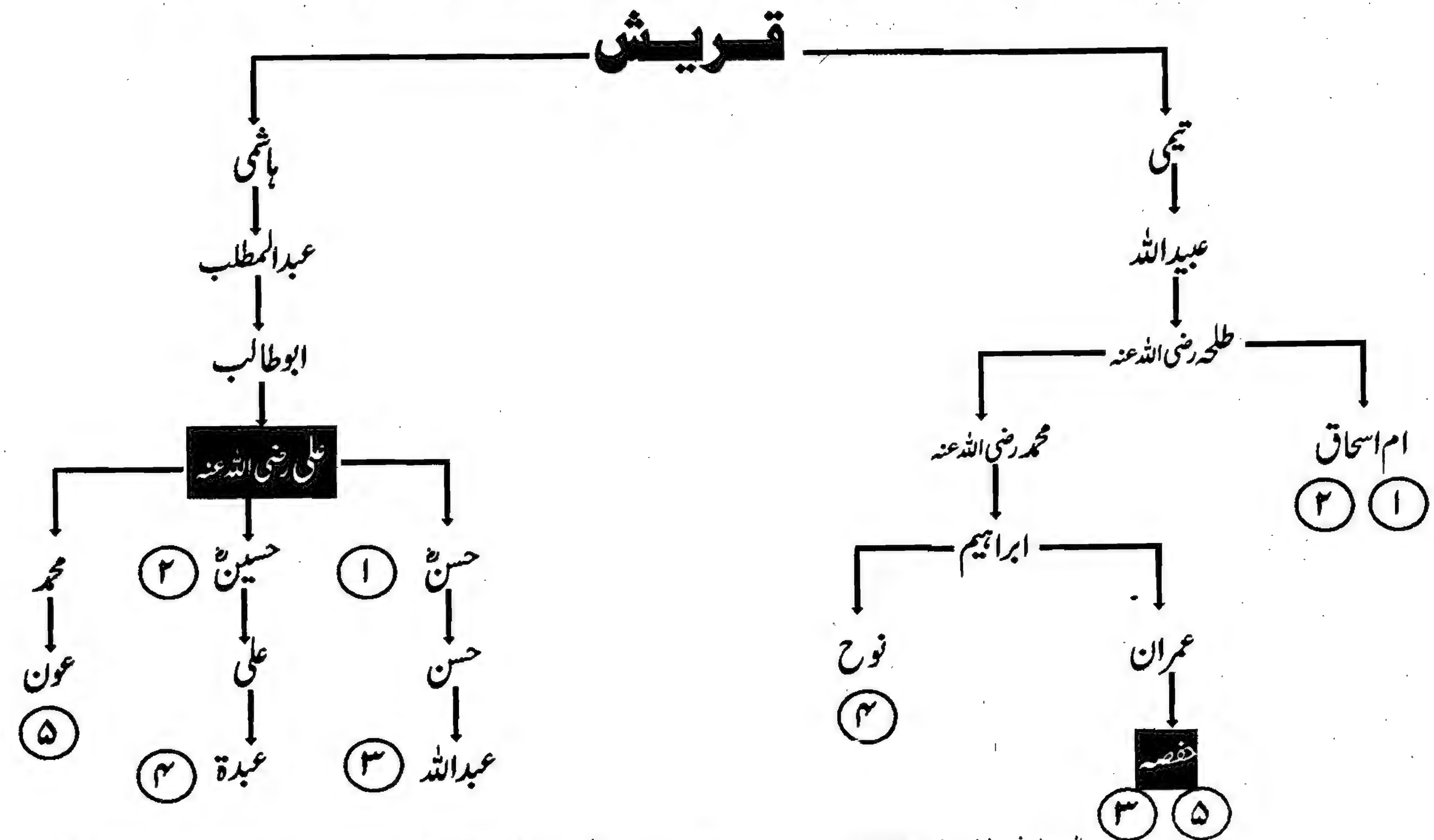
خویلد بن اسد بن عبدالعزی		عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
زبیر بن عوامؓ		علی بن ابی طالبؓ
① عبیدہ ← منذر		فاطمہ
② مصعب ← جعفر		ملیکہ → حسن → حسنؓ
③ منذر ← عمرو		رقیہ → حسنؓ
④ منذر ← محمد ← فلیح ← فاختہ		محمد → عبداللہ → حسن → حسنؓ
⑤ منذر ← حمزہ ← امینہ		حسین → حسنؓ
⑥ عبداللہؓ		نفیسہ [ام حسن] → حسنؓ
⑦ مصعب		سکینہ → حسینؓ
⑧ مصعب ← حمزہ ← خالدہ		حسین → علی → حسینؓ
⑨ عروہ ← ہشام ← زبیر ← عبیدہ		موسیٰ → عمر → علی → حسینؓ
⑩ عروہ ← عثمان ← فاطمہ		جعفر → عمر → علی → حسینؓ
⑪ منذر ← محمد ← عبداللہ ← بریکہ		ابراہیم → حسین → علی → حسینؓ
⑫ مصعب ← مصعب ← امینہ		محمد → عبداللہ → حسن → حسنؓ
⑬ مصعب ← محمد ← صفیہ		محمد → عون → علی → محمد
⑭ عمرو ← زبیر ← عمرو ← اُم عمرو		عبداللہ → حسین → علی → حسینؓ

ان تمام کے درمیان زوجیت کا تعلق ہے

اهم مراجع

المعارف لابن قتيبة ٢٢٤.
نسب قريش للزبيري ٢٦، ١٩.
شجرة طوبى لمحمد مهدی الحائری ١٢٠.
المحبر لابن حبيب ٥٧.
جمهرة أنساب العرب لابن حزم ٢٢، ٥٣، ٥٥.
مستدركات علم الرجال للنمازی ترجمة ٨٢٣٦.
سر السلسلة العلوية لابن نصر البخاری ٦٩، ٧٨، ٧٩.
المجدی فی انساب الطالبين علی بن محمد العلوی ١٩٥.
معجم رجال الحديث للخوئی ٧٦/١٢
الطبقات الكبرى لابن سعد ٣٢٧/٥.

حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کے ازدواجی تعلقات

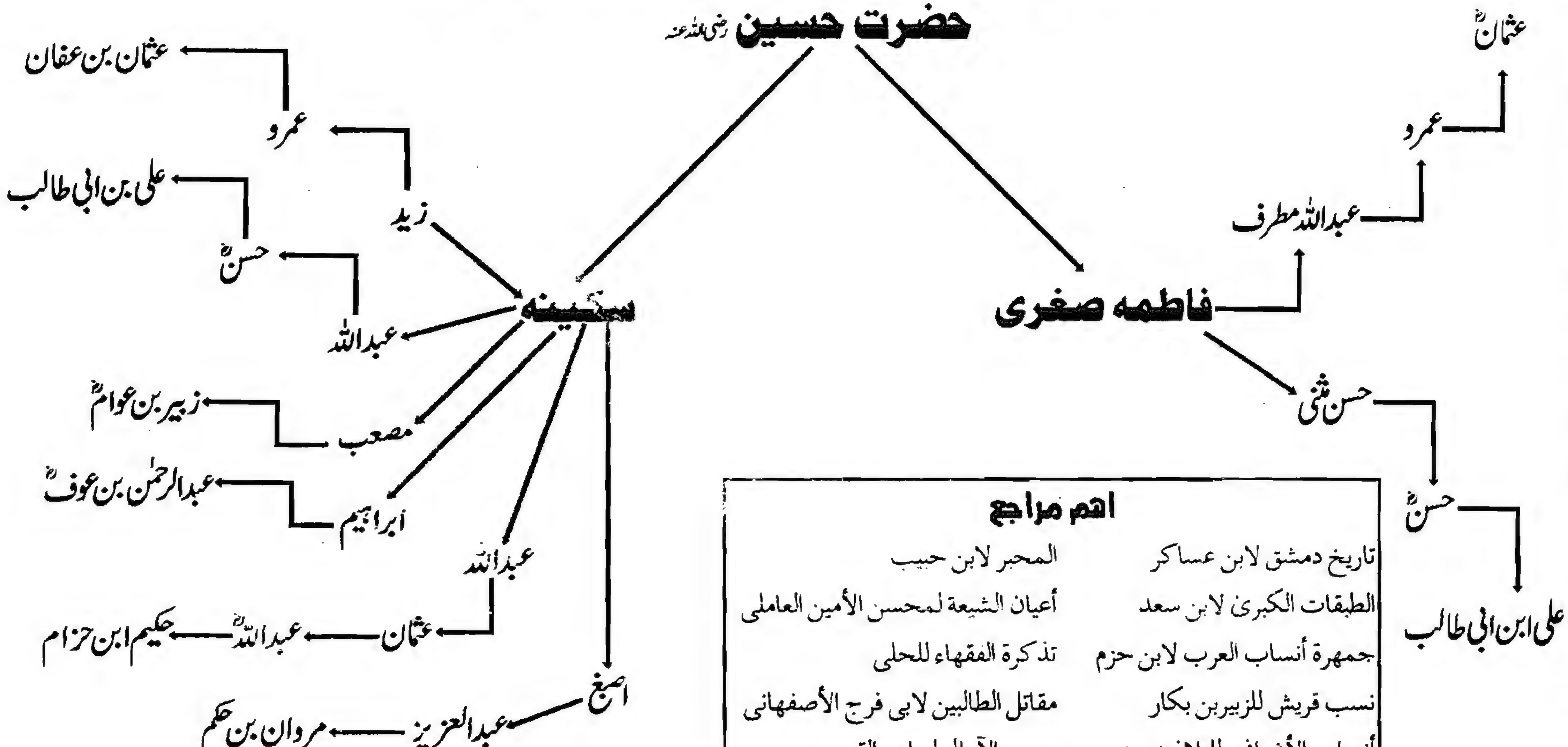


المعارف لابن قتیبة ۲۲۲ — جمهرة انساب العرب لابن حزم ۵۲ — نسب قريش للزبيرى ۲۵

الإرشادللمفيد ۲/۱۲۰ — انساب الاشراف للبلاذري ۱/۴۷۴ — مقاتل الطالبين لأبى فرج الأصفهانى ۱۲۲

تاج المواليد للطربسي ۲۵ — المحبر لابن حبيب ۴۳۸،۴۴۸،۴۵۰

فرزندان صحابہ میں سے حضرت حسینؓ کے داماد



اہم مراجع

تاریخ دمشق لابن عساکر	المحبر لابن حبیب
الطبقات الکبریٰ لابن سعد	أعیان الشیعة لمحسن الأمین العاملی
جمهرة أنساب العرب لابن حزم	تذکرة الفقهاء للحلی
نسب قریش للزبیر بن بکار	مقاتل الطالبین لابی فرج الأصفهانی
أنساب الأشراف للبلاذری	منتهی الآمال لعباس القمی
الأصیلی لابن الطقطقی	کشف الغمة للأربلی

نوٹ: سوائے حسن مثنی کی شادی اور عبداللہ بن الحسن کی شادی کے، باقی تمام رشتے جنگ کربلا کے بعد وجود میں آئے ہیں۔ حضرت سکینہؓ کے شوہروں کی کثرت اس وجہ سے ہوئی کہ بعض شوہر شہید ہوئے، یا قتل ہوئے، اور بعض نے طلاق دی، اور بعض کا شادی کے بعد انتقال ہو گیا۔ وغیرہ

حضرت محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب

ولادت: ۵۶ھ وفات: ۱۱۴ھ

صحابہ میں سے حضرت محمد باقر کے شیوخ

جابر بن عبداللہ انصاریؓ
عبداللہ ابن عباس ہاشمیؓ
عبداللہ ابن عمر ابن خطابؓ

اُم سلمہ ہند مخزومی ام المومنین
ابوسعید خدری انصاریؓ
انس بن مالک انصاریؓ

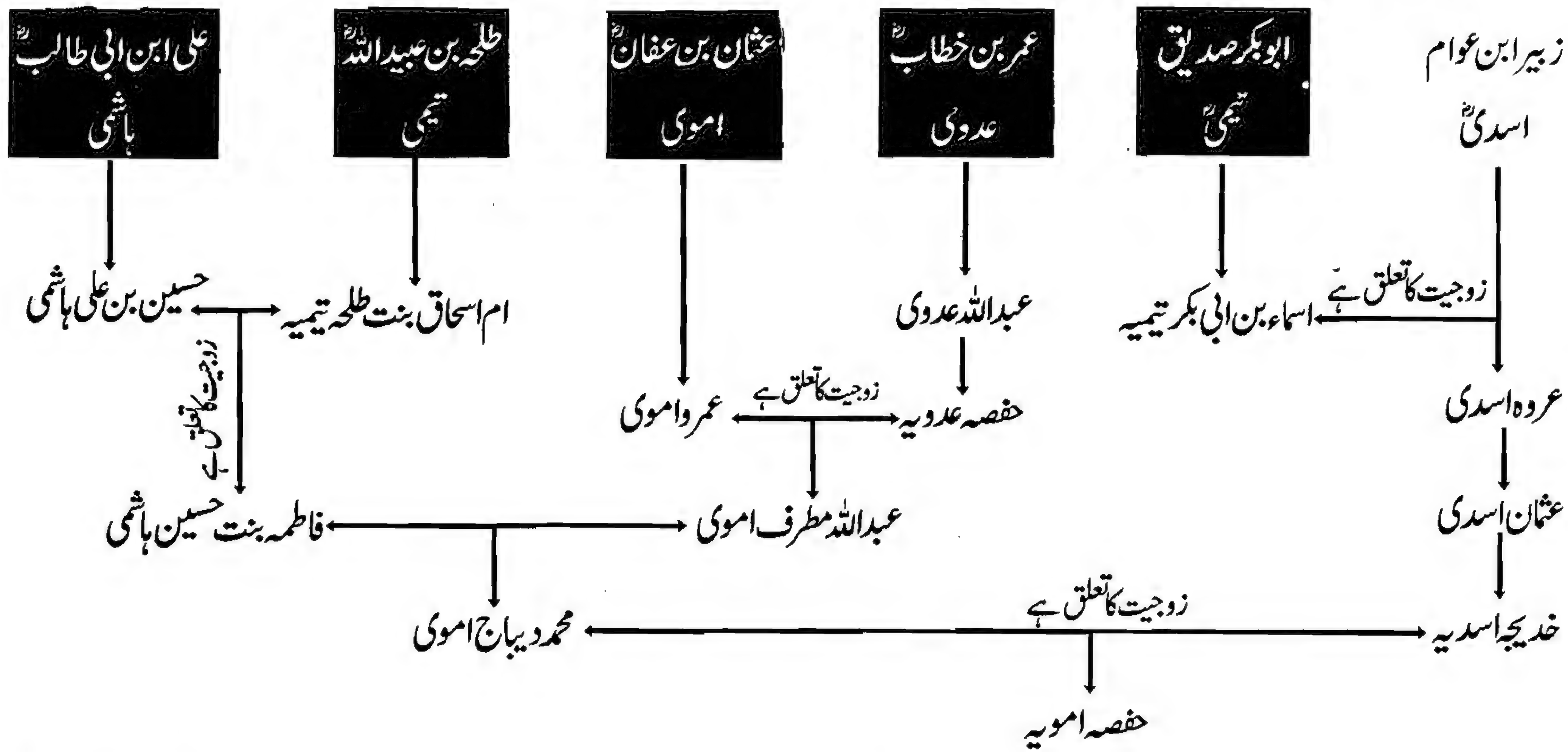
امام باقر کی بیوی ام فروہ بنت قاسم ابن محمد بن ابی بکر صدیقؓ

محمد باقر کی والدہ ام عبداللہ بنت حسن ابن علی ابن ابی طالبؓ

الأصيلي لابن الطقطقي ١٤٩
تهذيب الكمال للحافظ المزي ٢٦/١٣٧
تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي ١/١٢٤

عمدة الطالب لابن عنبة ٣٤٥
سير أعلام النبلاء للحافظ الذهبي ٤/٤٠٢
كشف الغمة للأربلي ٢/٣٦٠

خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ وزبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوتی حضرت حفصہ بنت محمد دیباج



المحبر لابن حبیب ٤٠٤/١

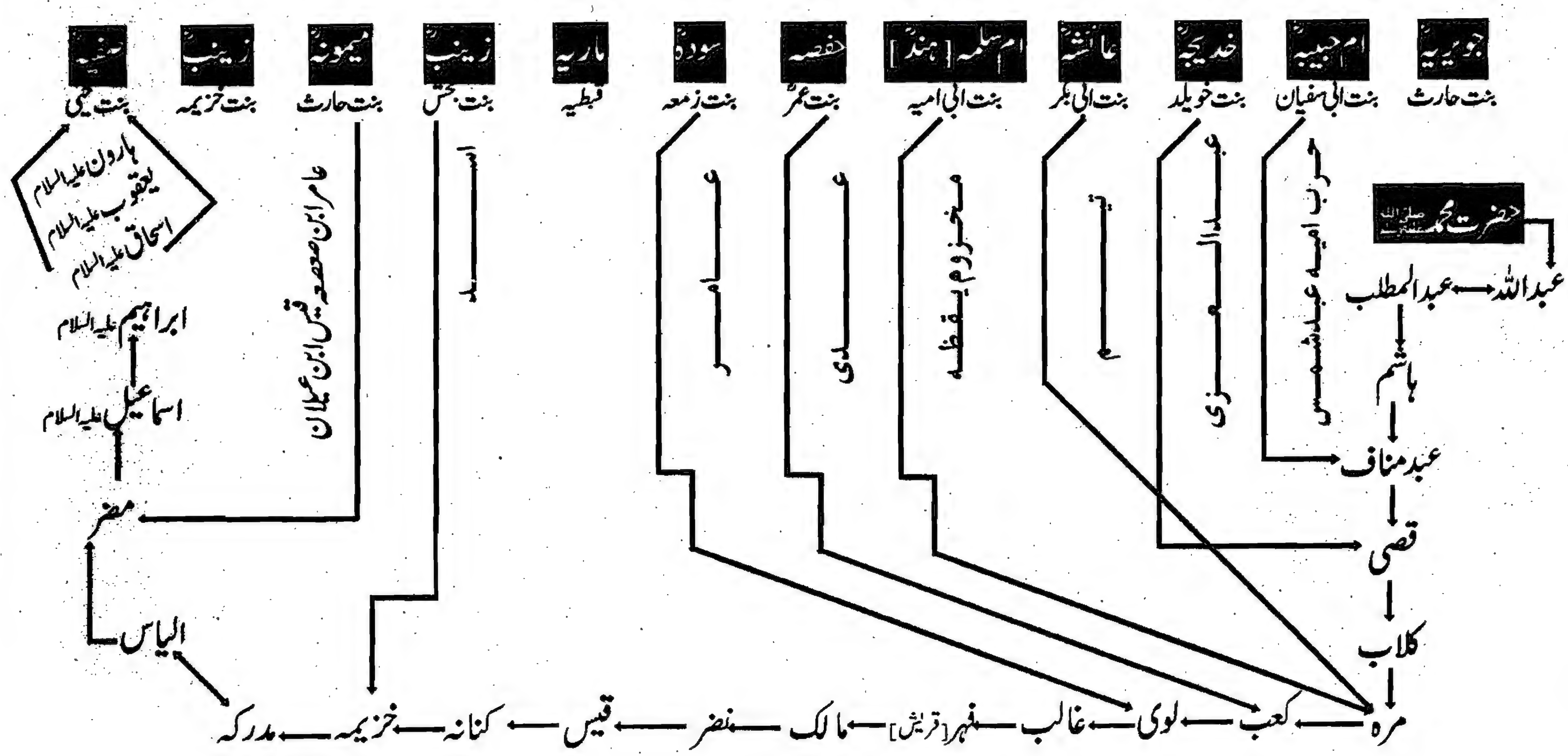
الجوهرة في نسب النبي والعشرة للبري ٢٧٣/١

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ٢٦٦/١٥

المدهش لابن الجوزي ٦٩

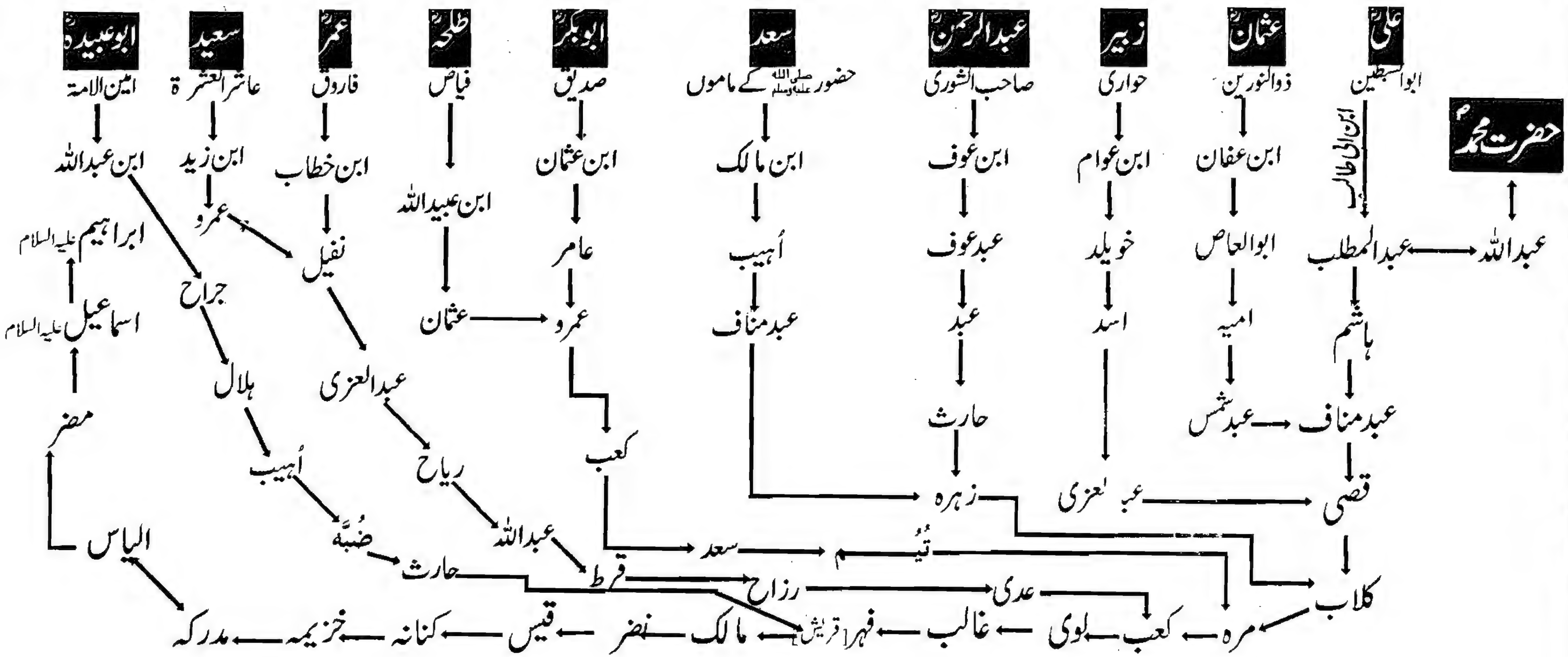
المعارف لابن قتيبة ٢٠٠

امہات المؤمنین، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن



حضرات عشرہ مبشرہ

(وہ دس حضرات جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی)



۳

اہل بیت کرام اور حضرات صحابہؓ
کے خاندانوں میں ایک جیسے نام اور دامادی کے رشتے

[اہم علمی تاریخی تحقیقی مطالعہ، شیعہ مآخذ و کتب کے حوالہ سے]

تالیف: سید احمد بن ابراہیم کتانی

مطبوعہ: مکتبۃ الرضوان، قاہرہ، مصر۔ [۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء]

اردو ترجمہ
مولانا محمد عامل حسین صاحب چمپارنی قاسمی
[استاذ مدرسہ اسلامیہ، عیدگاہ، کاندھلہ مظفر نگر]

نظر ثانی و تکمیل
نور الحسن راشد کاندھلوی

اہل بیت میں سے ان حضرات کے اسمائے گرامی جن کا تعلق علوی اور ہاشمی خاندان سے ہے، اور جنہوں نے حضرات صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی کو اپنا نام بنایا۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ

شیعہ وسنی، قریب وبعید رہنے والوں سب کو یہ معلوم ہے کہ ابوبکر صدیق ان کی کنیت اور عبداللہ ان کا اسم گرامی ہے، نیز آپ خلیفہ اول بھی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر عقلمند آدمی یہ جانتا ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کا نام ابوبکر رکھتا ہے، یا اپنی کنیت کے طور پر اس کو اپناتا ہے وہ صحابہ کرامؓ کو اپنا دوست رکھتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے، جن میں صدیق اکبر سب سے بڑے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے وہ اصحاب جن کا نام 'ابوبکر' ہے

(۱)

ابوبکر بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں حضرت حسینؓ کے ساتھ شہید کئے گئے، ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود نہشلی ہے، ان کا تذکرہ الارشاد للمفید صفحہ ۱۸۶۔۲۴۸، تاریخ الیعقوبی فی اولاد علی، شیخ عباس القمی کی منتھی الآمال ۱/۲٦۱ پر ہے، شیخ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابوبکر ہے۔ بحار الانوار للمجلسی ۴۲/۱۲۰۔

(۲)

ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے، ان کا تذکرہ شیخ مفید نے اپنی کتاب 'الارشاد' کے باب قتلی کربلا ۲۴۸/ کے تحت کیا ہے۔

نیز تاریخ یعقوبی کے باب فی اولاد الحسن اور عباس قمی کی منتہی الآمال ۱/۵۴۴ کے باب استشهاد فتيان بني هاشم في كربلاء، میں ہے۔

﴿۳﴾

ابوبکر علی زین العابدین

حضرت علی زین العابدین بن حضرت حسین شہیدؓ کی کنیت ''ابوبکر'' ہے۔

شیعہ امامیہ کے متعدد علماء نے اس کا ذکر کیا ہے، جزائری کی ''الانوار النعمانیہ'' کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿۴﴾

ابوبکر علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

حضرت علی الرضا کی کنیت ''ابوبکر'' تھی، جس کا تذکرہ النوری الطبرسی نے اپنی کتاب ''النجم الثاقب'' کے ''ألقاب وأسماء الحجة الغائب'' کے تحت کیا ہے، قال: ﴿١٤ ـ أبو بكر وهي إحدى كنى الإمام الرضا، كما ذكرها أبو الفرج الأصفهاني في مقاتل الطالبيين﴾.

﴿۵﴾

ابوبکر محمد المہدی المنتظر بن الحسن العسکری

ابوبکر حضرت المہدی المنتظر کی ایک کنیت ہے، جن کے بارے میں شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ ان کی پیدائش ''ابوبکر'' سے ۱۱۰۰ سو سال پہلے کی ہے، النوری الطبرسی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے، لقب ۱۴/ کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿قلت: تُرى لما ذا يُكنى أو يُلقب المهدي المنتظر لدى الشيعة الإمامية بأبي بكر؟!!﴾

﴿۶﴾

ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

أنساب الأشراف کے مصنف نے ان کا ذکر صفحہ ٦٨/ پر کیا ہے۔

﴿قال: وُلد عبدالله بن جعفر... وأبابكر قُتل مع الحسين وأمّهم الخوصاء من ربيعة...﴾

اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ کے ص: ۲۴۰ پر في تسمية من قتل يوم الحسرة من بني هاشم کے تحت کیا ہے۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرات صحابہ کرام میں جتنے حضرات بھی عمر کے نام سے متصف تھے ان سب میں حضرت عمر بن الخطاب زیادہ مشہور ہیں، اور جو شخص بھی اس نام کو اپناتا ہے، بلاشبہ وہ اس سے خیر و برکت کا ارادہ رکھتا ہے۔

حضرت علی کی اولاد میں سے وہ صاحبان جن کا نام "عمر" ہے

(۱)

عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب

ان کی والدہ ام حبیب صہباء تغلبی، ارتداد کے خلاف جنگ کی قیدیوں میں سے تھیں، ابو نصر بخاری شیعی کی سر السلسلة العلوية کے ص: ۱۲۳ پر "نسب عمر الأطراف" ملاحظہ کیجئے۔ عباس القمی کی منتهى الآمال ۲۶۱/۱، قال: "عمر ورقية الكبرى التوأمان" مجلسی کی بحار الانوار ۱۲۰/۴۲

(۲)

عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب

ان کی ماں ام ولد ہے، یہ اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب ص: ۱۱۶، کے حاشیہ تاریخ یعقوبی ص: ۲۲۸ فی اولاد الحسن کی طرف رجوع کیا جائے، یعقوبی نے اپنی کتاب التاریخ میں ذکر کیا ہے: ﴿وكان للحسن ثمانية ذكور وهم الحسن... وزيد... وعمرو القاسم وأبو بكر وعبدالرحمن لأمهات شتى وطلحة وعبدالله...﴾

(۳)

عمر الاشرف بن علی زین العابدین بن حسین

ان کی ماں ام ولد ہے، اور ان کا لقب اشرف تھا، کیونکہ وہ عمر جن کا لقب "اطرف" ہے وہ عمر بن علی بن ابی طالب ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۲۶۱، ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب ص: ۲۲۳، دیکھئے: ان کا لقب اشرف ہے، کیونکہ یہ حسینی اور حسنی دونوں خاندان سے ہیں اور عمر الاطرف صرف والد کی طرف سے ہیں یعنی علی بن ابی طالب۔

﴿۴﴾

عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

محمد اعلمی حائری نے اپنی کتاب ''تراجم أعلام النساء'' میں اسم بنت الحسن بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر الطیار... کے تحت ص: ۳۵۹ پر ان کا نام ذکر کیا ہے۔

﴿۵﴾

عمر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

ابن الخشاب نے ان کا ذکر موسیٰ الکاظم کی اولاد میں کیا ہے۔

ابن الخشاب نے فرمایا: ﴿عشرون ابنا زائدا فیهم عمراً و عقیلاً و ثمانی عشرة بنتا﴾ محمد تقی تستری کی تواریخ النبی و الآل، کی طرف رجوع کیجئے۔

خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان ذی النورین شہید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران محترم حضرت رقیہ و ام کلثوم کے زوج محترم بھی ہیں۔

حضرت علی کی اولاد میں سے جن صاحبان کا نام بنام عثمان رکھا گیا

﴿۱﴾

عثمان بن علی بن ابی طالب

حضرت حسین کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے، ان کی والدہ ام بنین بنت حزام وحیدیہ ثم کلابیۃ ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۱۸۶۔۲۴۸، شیخ محمد رضا حکیمی کی اعیان النساء ص: ۵۱، تاریخ یعقوبی کی باب اولاد علی، منتہی الآمال ۱/۵۴۴، التستری فی تواریخ النبی و الآل ص: ۱۱۵ فی اولاد أمیر المؤمنین کی مراجعت کی جائے۔

﴿۲﴾

عثمان بن عقیل بن ابی طالب

بلاذری نے انساب الاشراف میں ص: ۷۰ پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: ولد عقیل مسلما... وعثمان''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ دختر حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہ ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اہل بیت سے ایک لڑکا ہے، جس کے بہت سے صاحبزادے ہیں اور ایک لڑکی بھی ہے جن کا نام عائشہ ہے۔ دیکھئے! عائشہ نام رکھنے میں آخر اس قدر رغبت کیوں ہے؟ ذرا غور تو کیجئے! علمائے شیعہ کو اس کا جواب دینا چاہیئے، اگر ان کے پاس جواب ہے!! اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے! آمین

اولادِ علیؓ میں وہ خواتین جن کا نام عائشہ ہے

﴿۱﴾

عائشہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

یہ حضرت موسیٰ الکاظم کی اولاد میں سے ہیں، ان کا ذکر خود متعدد شیعہ علماء نے کیا ہے، مثلاً شیخ مفید نے الارشاد ص: ۳۰۳۔ ابن عنبہ نے ہامش عمدۃ الطالب ص: ۲۶۶۔ نعمت اللہ جزائری نے الانوار النعمانیة ۱/ ۳۸۰ میں کیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اہل بیت کرام کی شدت محبت کی ایک قابل ذکر علامت یہ ہے کہ موسیٰ الکاظم کی [۳۷/ مذکر اولاد تھیں] اور ایک لڑکی جن کا نام عائشہ تھا۔

نعمت اللہ جزائری نے [الانوار النعمانیة میں ۱/ ۳۸۰] پر لکھا ہے: ﴿وأما عدد أولاده فهم سبعة وثلاثون ولداً ذكرا وأنثىٰ: الإمام علي الرضا و...و...و...وعائشة﴾

اگرچہ ان کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی ایک لڑکی تھی جس کا نام عائشہ تھا، ابونصر بخاری نے کہا: ﴿ولد موسىٰ من ثمانية عشر ابناً واثنتين وعشرين بنتاً، [سر السلسلة العلوية ص: ۵۳]﴾

تستری نے تواریخ النبی والآل، میں سترہ لڑکیوں کا تذکرہ کیا ہے، جن میں فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، رقیہ صغریٰ، حکیمہ، ام ابی حکیمہ، ام کلثوم، ام سلمہ، ام جعفر، لبانہ، علیہ، آمنہ، حسنہ، بریہہ، عائشہ، زینب اور خدیجہ شامل ہیں، تواریخ النبی والآل ۱۲۵۔۱۲۶۔

﴿۲﴾

عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

عمری نے مجدی میں کہا کہ جعفر بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کا ایک لڑکا ام ولد کی طرف سے تھا، جس کی آٹھ لڑکیاں تھیں: حسنہ، عباسہ، عائشہ، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، اسماء، زینب اور ام جعفر ﴿سر السلسلة العلوية ص:٦٣﴾

﴿۳﴾

عائشہ بنت علی الرضا بن موسیٰ الکاظم

ابن خشاب نے اپنی کتاب ''مواليد اهل البيت'' میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: علی الرضا کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکوں کا نام محمد قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، اور حسین ہیں، اور لڑکی کا نام عائشہ ہے، [تواریخ النبی والآل ص:۱۲۸]

﴿۴﴾

عائشہ بنت علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا

شیخ مفید نے [الارشاد ص:۳۳۴] پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: ﴿وخلف من الولد أبا محمد الحسن ابنه هو الإمام من بعده والحسين ومحمد وجعفر وابنته عائشة...﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی کے اولاد میں سے جن لوگوں نے اپنا نام طلحہ رکھا ہے

﴿۱﴾

طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

یعقوبی نے اپنی تاریخ میں حضرت حسنؓ کی اولاد میں ان کا تذکرہ کیا ہے [ص:۲۲۸] اور تستری نے تواریخ النبی والآل میں [ص:۱۲۰].

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی کے اخلاف میں سے جن حضرات نے اپنا نام معاویہ رکھا ہے

﴿۱﴾

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

یہ عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں سے ہیں، جن کا نام معاویہ بن ابی سفیان ہے، نیز اس معاویہ کی اولاد ہیں، (ان کی نسل چلی) [انساب الاشراف ص: ۶۰، ۶۸ ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب ص: ۵۶]

اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کے درمیان ازدواجی رشتے

اہل بیت اور آل صدیق اکبرؓ بنی تیم کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ دختر صدیق اکبر سے نکاح فرمایا شیعہ امامیہ کے علماء کے میں سے کوئی بھی عالم اس نکاح کا منکر نہیں ہے، اگرچہ علمائے شیعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سلسلہ میں زبان درازی کرتے ہیں، اور ان کا کوئی بھی عالم نہ نیا نہ پرانا حضرت عائشہ پر ترضی نہیں پڑھتا بلکہ اس کے برعکس ان پر نہایت برے الزامات لگاتا ہے، جیسا کہ شیخ عباس قمی نے اپنی تفسیر وغیرہ میں علمائے شیعہ سے نقل کیا ہے۔

﴿۲﴾

موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن حسن السبط بن علی بن ابی طالب

انہوں نے ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ سے نکاح کیا تھا، جن سے عبداللہ پیدا ہوئے، اس کا علمائے شیعہ میں سے: تراجم أعلام النساء کے مصنف نے ص: ۲۷۳ پر اور ابونصر بخاری نے سر السلسلة العلوية ص: ۲۰ میں تذکرہ کیا ہے، نیز ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب ص: ۱۳۴ میں کیا ہے،

﴿وام سلمة هذه أمها عائشة بنت طلحة بن عبيدالله وأمها ام كلثوم بنت أبى بكر الصديق﴾

﴿۳﴾

اسحاق بن جعفر بن ابی طالب

انہوں نے ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے شادی کی، اور یہ ام فروہ کی بہن تھیں، ان کا ذکر علمائے شیعہ میں سے محمد اعلمی الحائری نے اپنی کتاب "تراجم اعلام النساء" میں [ص:۲۶۰] پر کیا ہے۔

﴿۴﴾

محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین

انہوں نے ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے نکاح کیا، جن سے جعفر صادق پیدا ہوئے، اس رشتہ کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مراجع و مآخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص:۲۷۰] محمد اعلمی حائری کی تراجم اعلام النساء [ص:۲۷۸] ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب [ص:۲۲۵] حضرت جعفر صادق کا یہ مقولہ مشہور ہے، میں ابوبکر صدیقؓ سے دو مرتبہ پیدا ہوا۔ جعفر صادق کو عظمت و شرف کا ستون کہا جاتا ہے۔ ابن طقطقی کی الأصيلي [ص:۱۴۹] ﴿مقالة جعفر الصادق المشهورة ولد في ابو بكر مرتين﴾ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر ہیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ ہیں، اگر قارئین کرام غور فرمائیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ آل صدیق اکبرؓ سے ان کا کتنا اچھا رشتہ تھا۔

﴿۵﴾

حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت حسنؓ نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ سے نکاح فرمایا تھا، تستری نے تواریخ النبی والآل کے ص:۱۰۷، پر ازواج الإمام الحسن کے تحت اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل بیت اور آل زبیرؓ کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت العوام بن خویلد نے آپ سے نکاح کیا، جن سے زبیر بن العوام پیدا ہوئے، یہ رشتہ تمام مراجع اور کتب انساب کا متفق علیہ ہے، مؤرخین اور علمائے انساب میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔

﴿۲﴾

ام الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام نے اس سے نکاح کیا، اس نکاح کا ذکر شیعہ علماء میں سے عباس قیمی نے منتہی الآمال [ص:۳۴۱] ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب [ص:۲۸۸] شیخ محمد حسین اعلمی حائری نے تراجم اعلام النساء [ص:۳۴۶] اور ابوالحسن عمری نے المجدی میں کیا ہے، نیز علمائے انساب میں سے بلاذری نے أنساب الأشراف [۱۹۳/۲] میں اور مصعب زبیر بن بکاء نے نسب قریش [ص:۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

﴿۳﴾

رقیہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عمرو بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ علماء میں سے عباس قمی نے منتهی الآمال [ص:۳۴۲] میں اعلمی نے تراجم اعلام النساء [ص:۳۴۶] ابوحسن عمری نے المجدی میں اور ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب [ص:۸۸] میں کیا ہے، علماء انساب میں سے مصعب زبیری نے نسب قریش [ص:۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

﴿۴﴾

ملیکہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت جعفر بن مصعب بن زبیر نے ان سے شادی کی جن سے ایک لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی، مصعب زبیری کی نسب قریش ،ص:۵۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۵﴾

موسیٰ بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے عبیدۃ بنت زبیر بن ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح کیا، جن سے عمر درج، صفیہ اور زینب پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی "نسب قریش" ص:۷۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۶﴾

جعفر اکبر بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا، جن سے علی پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش، ص:۷۲ پر ملاحظہ کیجئے۔

﴿۷﴾

عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے ام عمرو بنت عمرو بن زبیر بن عروہ بن عمر بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے جعفر اور فاطمہ پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص:۷۳، ۷۴] پر ملاحظہ فرمایئے۔

﴿۸﴾

محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب

آپ نے صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے علی اور حسنہ پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش ص:۷۷ پر ملاحظہ فرمایئے۔

﴿۹﴾

بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب

بنت قاسم سے حضرت حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن عوام نے نکاح کیا، جن سے ان کی اولاد بھی ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص:۸۲] پر ملاحظہ فرمایئے۔

﴿۱۰﴾

محمد بن عبداللہ النفس الزکیۃ بن حسن مثنی بن حسن سبط بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاختہ بنت فلیح بن محمد بن منذر بن زبیر سے نکاح فرمایا جن کے بطن سے طاہر پیدا ہوئے، ابونصر بخاری نے سر السلسلۃ العلویۃ، میں ص:۱۸ پر ذکر کیا ہے۔

﴿۱۱﴾

حسین اصغر بن علی زین العابدین بن حسین

آپ نے خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن عوام سے شادی کی، اس کا تذکرہ شیخ محمد حسین اعلمی شیعی نے تراجم اعلام النساء میں [ص:۳۶۱] پر کیا ہے۔

﴿۱۲﴾

سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب

مصعب بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس کا تذکرہ علم انساب کے دو بڑے شیعی علماء نے کیا ہے، ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب فی أنساب آل أبی طالب میں [۸۲۸ھ۔ص:۱۱۸]، ابن طقطقی کی الاصیلی فی انساب الطالبین میں ت ۷۰۹ھ [ص:۶۵۔۶۶]

﴿۱۳﴾

حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب

آپ نے امینہ بنت حمزہ بنت منذر بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا، ابونصر بخاری شیعی نے ''سر السلسلة العلوية'' میں ص:۱۰۳ پر ذکر کیا ہے، کہ حسین بن حسن کے لڑکے محمد، علی، حسن اور لڑکی فاطمہ تھی، جن کی ماں امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر ہیں۔

﴿۱۴﴾

علی خرزی بن حسن بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا۔

ابونصر بخاری نے ''سر السلسلة العلوية'' میں [ص:۱۰۲] پر ذکر کیا ہے، کہ علی بن حسن بن علی معروف بہ خرزی کے لڑکے حسن ہیں جن کی ماں فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام ہیں۔

....

....

اہل بیت اور آل خطاب بن عدی کے درمیان ازدواجی رشتے

﴿۱﴾

محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب سے نکاح فرمایا تھا، اس نکاح کے بارے میں کسی بھی شیعہ عالم کا کوئی اختلاف نہیں، اگرچہ شیعہ امامیہ کے علماء، حضرت حفصہ پر بھی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی طرح سب وشتم کرتے ہیں۔

﴿۲﴾

حسن افطس بن علی بن علی زین العابدین بن حسین

حضرت حسن افطس نے بنت خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ سے نکاح کیا تھا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ عالم ابن عنبہ کی کتاب عمدۃ الطالب [ص: ۳۳۷] اور تراجم اعلام النساء [ص: ۳۶۱] پر ہے۔

﴿۳﴾

حسن مثنی بن حسن علی بن ابی طالب

آپ نے رملہ بنت سعید بن زید بن نفیل عدوی سے نکاح کیا، جن سے محمد، رقیہ اور فاطمۃ پیدا ہوئیں، علمائے شیعہ میں سے ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب، میں [ص: ۱۲۰] پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اہل بیت اور بنی تیم کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

حضرت حسن بن علیؓ بن ابی طالب

آپؓ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے نکاح فرمایا، جن سے فاطمہ، ام عبداللہ اور طلحہ بن حسن پیدا ہوئے، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے کئی ایک مراجع و مآخذ میں ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۴]

شیخ عباس قمی کی منتھی الآمال[ص:۶۵۱] فصل ۱۲ فی بیان اولاد الحسین.

کشف الغمۃ کی معرفۃ الائمۃ [۲/ ۵۷۵ فی ذکر أولاد الحسن] اورالجزائری کی الانوار النعمانیۃ[۱/ ۳۷۴] وقال:

﴿والحسین الاثرم بن الحسن وطلحۃ وفاطمۃ أمھم ام اسحاق بنت طلحۃ بن عبیداللہ التیمی﴾

حسین اثرم بن حسن، طلحہ اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی ہیں۔

﴿۲﴾

حضرت حسین بن علیؓ بن ابی طالب

حضرت حسینؓ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی سے نکاح فرمایا، اور اپنے انتقال سے پہلے حضرت حسن کو وصیت فرمائی کہ ام اسحاق سے نکاح کریں، چنانچہ حضرت حسن نے ایسا ہی کیا اور ان کے بطن سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں، اس بات کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مآخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد[ص:۱۹۴] شیخ عباس قمی کی منتہی الآمال[ص:۶۵۱، الفصل ۱۲ فی فصل بیان اولاد الحسین] الجزائری فی الانوار النعمانیۃ [۱/ ۳۷٤] وقال: ﴿فاطمۃ بنت الحسین وأمھا أم اسحاق بنت طلحۃ بن عبیداللہ﴾

فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ ہیں۔

اہل بیت اور بنی امیہ کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں دختران مکرم کا نکاح، خلفیہ ثالث حضرت عثمان غنی سے ہوا تھا۔ اس رشتہ کے بارے میں شیعہ امامیہ کے کسی عالم کو کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کے باوجود وہ حضرت عثمان بن عفان کو ہمیشہ برا بھلا کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں اگر چہ یہ نکاح ہوا ہے لیکن یہ: ''مناکحۃ من أظھر الاسلام وأضمر الکفر'' [اس آدمی کا نکاح

جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور کفر کو اپنے دل میں چھپایا] کی طرح ہے، اس کے لئے دیکھئے: شیخ مفید کی المسائل السروية علمائے شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت رقیہ کی موت عثمان بن عفانؓ کے ان کو مارنے پیٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی، لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے کیوں کیا؟

﴿۲﴾

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا تھا، ابو العاص بن ربیع، حضرت زینب کی خالہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے ہیں، حضرت زینب کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام امامہ تھا، جن سے حضرت علی نے فاطمہ زہراؓ کے انتقال کے بعد نکاح کر لیا تھا، اس رشتہ میں بھی شیعہ امامیہ کے کسی بھی عالم کا اختلاف نہیں۔

﴿۳﴾

علی بن حسن بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

انہوں نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا، ابو نصر بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے: وقال: ﴿وعلی بن الحسن بن علی الخرزي هو الذي تزوّج برقيّه بنت عمر العثمانية و كانت من قبل تحت المهدي بن المنصور، فأنكر ذلك الهادى و أمر بطلاقها فأبى على بن الحسن ذلك وقال: ليس المهدي برسول الله حتى تحرّم نساؤه بعده ولا هو المهدي أشرف مني، سر السلسلة العلوية ص:۱۰۳.﴾

علی بن حسن بن علی خرزی نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا جو ان سے پہلے مہدی بن منصور کے نکاح میں تھی، چنانچہ ہادی کو یہ ناگوار گزرا اور اس نے طلاق کا حکم دیا لیکن علی بن حسن نے اس کو رد کر دیا، اور فرمایا کہ مہدی کوئی رسول نہیں کہ اس کے بعد اس کی عورتوں سے نکاح حرام ہو جائے اور نہ مہدی ہے جو مجھ سے اشرف ہے۔

﴿۴﴾

حضرت علی بن ابی طالب

حضرت علیؓ نے امامہ بنت ابو العاص بن ربیع سے نکاح فرمایا، قلمر بیانہ.

﴿۵﴾

خدیجہ بنت علیؓ بن ابی طالب

خدیجہ بنت علی کا نکاح عبدالرحمٰن بن عامر بن کریز اموی سے ہوا تھا، اس کا تذکرہ علمائے شیعہ میں سے ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب[ص:۸۳]ابوالحسن عمری شیعی کی کتاب المجدي سے نقل کر کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے، تراجم اعلام النساء[ص:۳۴۵]ابن حزم کی جمھرۃ انساب العرب [ص:۶۸]وقال في عمدة الطالب:﴿تزوجها عبدالرحمن بن عامر الاموی، ولم یذکر اسم کُریز﴾

﴿۶﴾

رملہ بنت علی بن ابی طالب

معاویہ بن مروان بن حکم نے ان سے نکاح کیا تھا، نسب قریش[ص:۴۵]جمھرۃ أنساب العرب [ص:۸۷]جمھرۃ انساب العرب میں یہ مذکور ہے کہ رملہ ابوالہیاج ہاشمی جن کا نام عبداللہ بن ابی الحارث بن عبدالمطلب ہے کے نکاح میں تھیں، جن سے اولاد بھی ہوئی، اور سفیان بن حارث کے لڑکے کے فوت ہو جانے کے بعد، معاویہ بن مروان بن حکم نے رملہ سے نکاح کیا۔

﴿۷﴾

زینب بنت حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب

خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا،نسب قریش[ص:۵۲]جمھرۃ انساب العرب [ص:۱۰۸]

﴿۸﴾

نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب

خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا،ابن عنبہ جو شیعہ صاحبان کا علم الانساب میں بڑا ماہر عالم ہے،اس نے اس نکاح کا تذکرہ عمدۃ الطالب[ص:۶۱ اورص:۹۰] پر کیا ہے۔

﴿۹﴾

ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

ان سے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا تھا،انساب الاشراف ص:۵۹،۶۰ میں لکھا ہے:

﴿وكانت لعبد الله ابنة يقال لها ام ابيها تزوجها عبدالملك بن مروان﴾

عبداللہ کی ام ابیہا نامی ایک لڑکی تھی جس کا نکاح عبدالملک بن مروان سے ہوا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ام کلثوم ہے، عبدالملک نے ان سے شادی کی تھی، پھر طلاق دے دی تھی اور اس کے بعد ان سے ابان بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو عورتوں کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں، وہ خاتون جن سے پہلے عبداللہ نے شادی کی، پھر علی بن عبداللہ بن عباس نے، یہ ام ابیہا کی بہن ہیں۔ محمد حکیمی نے اعیان النساء ص: ۲۰ میں کہا ہے:

﴿وتزوجها عبدالملك بن مروان بدمشق فطلقها فتزوجها علي بن عبدالله بن عباس وهلكت عنده﴾ عبدالملک بن مروان نے ام ابیہا سے دمشق میں نکاح کیا تھا اور طلاق بھی دیدی تھی، اس کے بعد علی بن عبداللہ بن عباس نے ان سے نکاح کیا اور تاحیات انہی کے پاس رہی۔ اور یعقوبی کی تاریخ میں ص: ۳۲۲ پر ہے:

﴿وكانت لعلي بن عبدالله بن عباس اثنان وعشرون ولداً...وعبدالله الأكبر أمه أبيها بنت عبدالله بن جعفر بن أبي طالب﴾

﴿۱۰﴾

فاطمہ بنت حسین شہید بن علی بن ابی طالب

آپ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ نے نکاح فرمایا تھا، جن سے محمد الدیباج پیدا ہوئے، محمد الدیباج اپنے ماں شریک بھائی، عبداللہ المحض، حسن المثلث اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ منصور دوانیقی کے قید میں ۱۴۵ھ میں شہید کئے گئے۔ فاطمہ بنت حسین پہلے حسن المثنی کے نکاح میں تھیں، جن سے عبداللہ المحض، حسن المثلث، اور ابراہیم الغمر پیدا ہوئے، اگرچہ علمائے شیعہ امامیہ اس نکاح سے تجاہل برتتے ہیں اور اکثر اس کا انکار بھی کرتے ہیں، جیسا کہ علی محمد علی دخیل نے اپنی کتاب ''فاطمة بنت الحسين'' میں لکھا ہے کہ فاطمہ نے صرف حسن مثنی بن حسن السبط سے نکاح کیا تھا، جن سے اولاد بھی ہوئیں، ان علمائے شیعہ میں سے جنہوں نے اس نکاح کو نظر انداز کیا ہے شیخ محمد رضا حکیمی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب اعیان النساء عبر العصور المختلفة میں فاطمۃ بنت حسین کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ان کا نکاح حسن المثنی سے ہوا، جن سے کئی اولاد ہوئیں، جو منصور دوانیقی کی قید میں رہیں اور اسی میں شہید کردی گئیں۔ لیکن اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ قید میں ان

کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی محمد الدیباج بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی شہید ہوئے تھے۔

لیکن مجموعی طور پر علمائے شیعہ امامیہ نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں، اور یہ وہی ام اسحاق ہیں جو حسن البسط کے نکاح میں تھیں اور ان سے بچے بھی ہوئے، نیز حضرت حسنؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بھائی حضرت حسین کو وصیت فرمائی تھی، کہ وفات کے بعد ان سے نکاح کر لیں، چنانچہ حضرت حسین نے نکاح کیا اور ان سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں، یہ بات تمام مراجع وماخذ میں مذکور ہے۔

شیعہ امامیہ کے مآخذ ومراجع کو ملاحظہ فرمائیے: جیسے شیخ مفید کی الارشاد [ص:۱۹۴] نعمت اللہ جزائری کی الانوار النعمانیة [۱/۳۷۴] الاصیلی [ص:۶۵، ۶۶]، عباسی قمی کی منتهى الآمال ص: ٦٥١/ الفصل ١٢، في بيان أولاد الحسين، تاریخ یعقوبی ٣٧٤/١، عمدة الطالب [ص:۱۱۸] علم الانساب کی بعض کتابیں: انساب الاشراف [۴/ ۴۰۷] جمهرة انساب العرب [ص:۴۱-۸۳] نسب قریش ص:۵۱

حضرت فاطمہ بنت حسین کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی اور اسی سال ان کی بہن سکینہ بنت حسین اور فاطمہ کبریٰ بنت علی بن ابی طالب کی وفات ہوئی۔ اگر قارئین کرام علمائے شیعہ امامیہ کی وہ تصریحات جن سے فاطمہ بنت حسین کی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ سے نکاح کا ثبوت ہوتا ہے، پڑھنا چاہیں تو درج ذیل مآخذ سے رجوع کر سکتے ہیں:

الف ابن طقطقی ت: ۷۰۹ھ جو اکابر علماء شیعہ میں علم الانساب کے بڑے ماہر عالم ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "**الاصيلي في انساب الطالبين**" میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

﴿خلف فاطمة بنت الحسين عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان فولدت له﴾

عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے فاطمہ بنت حسین سے بعد میں نکاح کیا جن کے بطن سے اولاد بھی ہوئی۔

ب ابن عنبہ ت: ۸۲۸ھ جو بڑے مشہور شیعی عالم انساب ہیں، اپنی کتاب عمدة الطالب کے اندر انساب آل ابی طالب کے تحت اس نکاح کا ذکر کرتے ہیں [ص:۱۸۸، حاشیۂ کتاب] وقال المحقق:

﴿وكانت فاطمة تزوجت بعد الحسن المثنى عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان

الأموی... فولدت له أولاداً منهم محمد المقتول مع أخیه عبدالله بن الحسن ویقال له الدیباج والقاسم ورقیة بنو عبدالله بن عمرو" عمدة الطالب [ص:۱۱۰،الهامش]

خلاصہ: حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت حسین کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ثابت ہے، جس کا تذکرہ شیعہ امامیہ اور اہل سنت والجماعت دونوں کے مآخذ میں مذکور ہے، اس کتاب کے ص:۲۷ پر مآخذ مذکور ہیں، جن میں تین مآخذ شیعہ امامیہ کے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابن طقطقی کی الأصیلی فی انساب الطالبین [ت:۷۰۹ھ ص:۶۵۔۶۶] (۲) ابن عنبہ کی عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب [ت:۸۲۸ھ ص:۱۱۸] (۳) تاریخ الیعقوبی [۲/۴/۲۷۴]

تاریخ وانساب کی کتب ومراجع کے لئے ہم مندرجہ ذیل کتب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں:

ابن قتیبہ ت:۲۷۶ھ کی المعارف۔ذہبی ص:۴۲۲ کی تاریخ الاسلام أحداث ۱۲۰،۱۰۱، ابن جوزی ت۵۹۷ھ ۱۸۲/۱۷ نمبر ۶۳۰ کی المنتظم في تاریخ الامم والملوك.

احمد بن یحییٰ بلاذری کی انساب الاشراف، [۱۹۸/۲] ابن کثیر ت ۷۷۴ھ کی البدایة والنهایة ت ۷۷۴ھ، ابن عبدربہ کی العقد الفرید ،اور ابن حجر عسقلانی کی تقریب التهذیب [۴۸۲/۲۔۷۰۹] ابن حجر ۸۵۲ھ کی تهذیب التهذیب [۴۴۲/۱۲ نمبر ۲۸۶۳ اور ۴۹۶/۱۰ ن ۸۹۴۸] ابن عساکر کی تاریخ دمشق [۲۷۲،۲۷۹،۲۸۰] مصعب زبیری کی نسب قریش ت:۲۳۶ھ ص:۵۱، ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ ۸/۳/۷۴۔۷۴، ابن معین کی التاریخ ۳۹/۲ ۷، ابن حبان کی الثقات ۲۱۶/۳ اور المعرفة التاریخ ۲۶۵/۳، ابن اثیر کی الکامل فی التاریخ ت:۶۳۰ھ ۵۱۸/۵۔۶،۵۲۳/۲۱۶، المزی کی تهذیب الکمال ت:۷۴۲ھ ۱۱۹۲/۳۔۳۹۲، الذہبی کی کاشف ۴۳۲/۳ نمبر:۱۱۰، اور جامع التحصیل ۳۹۴ نمبر ۱۰۳۲، خلاصه تهذیب التهذیب ۴۹۴، التذکرة الحمدونیة ۴۸۲/۱، ابن حزم کی جمهرة انساب العرب ص:۴۱۔۸۳. کیا ان تمام مراجع کے بعد بھی اہل علم کو کوئی شبہ باقی ہے۔

﴿۱۱﴾

حضرت حسین بن علی بن ابی طالب

آپؓ نے لیلیٰ یا آمنہ بنت ابو مرة سے نکاح فرمایا تھا، یہ زوجہ محترمہ ثقفی اموی تھیں، اس کا ذکر شیخ عباس قمی کی منتهی الآمال میں ص:۶۵۳،۶۵۴ پر ہے۔

﴿ومن زوجات الحسين ليلى بنت أبي مرة بن عروة بن مسعود الثقفية وأمها ميمونة بنت أبي سفيان وهي أم علي الأكبر وعلي الأكبر هاشمي من جهة ابيه ثقفي أموي من جهة أمه﴾

''حضرت حسینؓ کی بیویوں میں لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروۃ بن مسعود ثقفی ہیں جن کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان ہیں، نیز یہ علی الاکبر کی بھی ماں ہیں جو باپ کی طرف سے ہاشمی اور ماں کی طرف سے ثقفی اموی ہیں۔

اس کا ذکر نسب قریش میں بھی ہے، ﴿ص:۵۷ في فصل ولد الحسين وفيه من زوجاته: ليلیٰ أو آمنة بنت معتب بن عمرو بن سعد بن مسعود بن عوف بن قيس، وأمها ميمونة بنت أبي سفيان بن حرب بن أمية﴾

خاندان حضرت علی اور آپؓ کی پھوپھیوں کے ابناء عباسین کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم

انہوں نے ام حبیب بنت مامون عباسی سے نکاح کیا، یہ نکاح ۲۰۲ھ ماہِ صفر کے آخر میں ہوا تھا، اس کا ذکر شیعہ امامیہ کے مآخذ میں ہے، جیسے محمد اعلمی الحائری کی تراجم اعلام النساء ص:۲۴۹، ہاشم حسینی کی سیرۃ الأئمة الاثنی عشرة [ص:۴۰۴، ۴۰۵] شیخ مفید کی الارشاد [ص:۳۲۱] وسماها أم الفضل اور ابن شہر آشوب کی المناقب [۱/۲۲۴]

﴿۲﴾

فاطمۃ بنت محمد بن علی النقی بن محمد الجواد بن علی الرضا

خلیفۂ ہارون رشید العباسی نے ان سے نکاح کیا تھا، مناقب آل ابی طالب [ص:۲/۲۲۴]

﴿۳﴾

عبیداللہ بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب

انہوں نے ابوجعفر منصور کی پھوپھی سے نکاح کیا تھا، اور اس وقت آپ ۵۶ سال کے تھے، نیز زینب بنت محمد باقر سے بھی نکاح کیا، مآخذ شیعہ میں سے سر السلسلة العلوية [ہامش ص:۱۲۵] ملاحظہ فرمایئے۔

﴿۴﴾

ام کلثوم بنت موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن بن علی بن ابی طالب

انہوں نے اپنے بھائی منصور عباسی کے لڑکے سے نکاح کیا، محقق نے ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب کے [ص:۱۳۴] کے حاشیہ پر ابوالحسن عمری کی کتاب المجدی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿ولد موسیٰ بن عبدالله الملقب بالجون، اثنی عشر ولداً منهم تسع بنات...و...وام كلثوم خرجت إلى ابن أخي المنصور﴾

قارئین کرام کو علوی اور عباسی خاندان کے درمیان رشتہ ازدواج کو ملاحظہ فرمانا چاہیے۔

شیعہ بڑے بارہ اماموں کی مائیں کون کون تھیں؟

شیعہ کتب انساب وتاریخ کا اختلاف

ضمیمہ نمبر(۱)

علماء شیعہ امامیہ کا ائمہ کے ماؤں کے اسماء کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے، اور ایسا ہی علماء وفقہاء اور علمائے انساب کے نزدیک ہے، اور یہ بہت ہی حیرت انگیز ہے، جس کی وضاحت سے میں [مؤلف] ناواقف [وقاصر] ہوں۔

یہ نقشہ ان اختلافات کی نشاندہی کرتا ہے۔(۱)

ائمہ کے نام	ان کی ماؤں کے نام جیسا کہ شیعہ امامیہ کے آخذ میں مذکور ہیں
علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابوطالب	شاہ زنان بنت یزدجرد بن کسریٰ، شہر بانویہ، سلافہ، سلامہ، غزالہ، برۃ، خویلد.
مراجع	اصول کافی ۱/۵۳۹ باب مولد علی بن الحسین. نفس المهموم ص:۴۷۸، ۴۷۹، منتھی الآمال ۲/۹، سر السلسلة العلوية. ۳۱

(۱) شیخ عباس قمی علی زین العابدین کی ماں کے اسماء کی وضاحت میں کہتے ہیں: شاہ زماں بنت یزدجرد بن کسریٰ ان کا لقب ہے، اور شہر بانویہ ان کا نام ہے، جسے حضرت علی نے رکھا تھا، ان کا حقیقی نام سلافۃ جس کو سلامہ یا برعکس سے بدل دیا گیا ہے۔ اور غزالہ یا برہ حسین کے لڑکے کی ماں کا نام ہے، جو علی زین العابدین کی پرورش کرتی تھیں اور وہ ان کو ماں کہا کرتے تھے، تو کیا اس تفسیر اور تعلیل کو قبول کیا جاسکتا ہے۔

محمد باقر بن علی بن حسین	فاطمۃ بنت حسن بن علی بن ابوطالب، کنیت ام حسن ہے۔
مراجع	كشف النعمة ۲/۳۰۴
جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین	فاطمہ یا ام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق اور ان کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق ہیں۔ اسی وجہ سے جعفر صادق کہا کرتے تھے میری ماں نے دو مرتبہ صدیق سے جنم لیا ہے۔
مراجع	سر السلسلة العلوية ص:٣٤، منتهى الآمال ٢/١٦٠ كشف النعمة ٢/٣١٩۔٣٤١۔
موسیٰ کاظم بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین	ام ولد تھیں، جن کو حمیدہ المغربیہ یا حمیدہ البربریۃ کہا جاتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ حمیدہ مصفاۃ جو کہ عجم کے معزز لوگوں میں سے تھیں، بیان کیا گیا ہے کہ صادق نے فرمایا کہ حمیدہ برائیوں سے پاک تھیں، جیسے کہ سونے چاندی کا ڈلا۔
مراجع	منتهى الآمال/٢٣٩، كشف النعمة ٣/٥ عمدة الطالب ص:١٥٦
علی رضا بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین	ام ولد تھیں، جن کو تکتم کہا جاتا تھا، خیزران مرسیہ اور شقراء نوبیہ بھی مذکور ہے، ان کا نام اروی ہے، نجمہ وسکن، سمانۃ، ام بنین خیزران صقر ذکر کیا گیا ہے۔
مراجع	سر السلسلة العلوية ص:٣٨ ۔ كشف النعمة ٣/٥٢ منتهى الآمال ٢/٣٣٤
محمد بن جواد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین	ام ولد جن کا نام خیزران تھا یا سکینتی المریسب، یا سبیکۃ تھا، عباس قمی نے فرمایا ہے کہ: نوبیہ، ماریہ قبطیہ کے گھرانے سے تھیں۔
مراجع	سر السلسلة العلوية ص:٣٨ ۔ كشف النعمة ٣/١٢٨، منتهى الآمال ٢/٤١٩۔

علی النقی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر صادق	ام ولد تھیں، جن کا نام سمانۃ المغربیۃ تھا اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے کہ، جیسا کہ کشف النعمۃ میں مذکور ہے۔
مراجع	كشف النعمة ٣/١٥٩ ۔ سر السلسلة العلوية ص:٣٩
حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر صادق	ام ولد نوبیہ ہیں جن کا نام ریحانہ تھا، سوسن، ماجدہ، حدیث، سلیک اور جدہ بھی کہا گیا ہے۔
مراجع	منتهى الآمال ٢/٥١٩ ۔ سر السلسلة العلوية ص:٣٩، كشف النعمة ٣/١٨٨
مہدی منتظر بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین	ان کے نام کے متعلق کہا گیا ہے کہ نرگس ہے، صقیل ہے، اور کہا گیا ہے۔۔۔ کہ وہ ام ولد تھیں، نباطی عاملی نے کہا ہے کہ یہ سُر من رای میں حسن [امام منتظر] کے ساتھ ہیں۔ اور نرگس اکثر علماء کے قول کے مطابق ان کی والدہ تھیں، اور کہا گیا ہے کہ حکیمہ تھا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ مسیح کے حوارین میں سے ایک کی نسل سے رومی باندی تھیں، جس کا نام شمعون بن حمون بن صفا تھا، اور ان کا نام ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر ملک روم تھا، جو کہ شاہ روم تھا، ایسی ہی مختلف روایات ابن بابویہ قمی اور شیخ الطائفہ طوسی کے نزدیک ہیں، جو کہ معتبر اسانید کے ذریعہ بشیر بن سلیمان نخاس نے ابوایوب کے لڑکے سے نقل کی ہیں، جیسا کہ عباس قمی نے منتهى الآمال میں ذکر کیا ہے، منتهى الآمال ٢/٥٥٥.
مراجع	منتهى الآمال ٢/٥٥٩، كشف النعمة ٣/٢٢٤. الارشاد ص: ٣٤٦، حق اليقين لشبر ص:٢٢٢، الصراط المستقيم لمستحق التقديم ٢/٢١٧. عمدة الطالب. ص:١٥٨

مذکورہ بالا اطلاعات، چند اور پہلوؤں پر بھی غور کی دعوت دیتی ہیں۔توجہ کیجئے!

(۱) ائمہ کے ماؤں کے اسماء کے متعلق اختلاف اور کسی متعین نام پر عدم یقین.

(۲) بوسیدہ تاویلات کے ذریعہ اسماء کے تعدد کی تاویل کا اقدام.

(۳) قابل دیدہ طرز پر اشارات، یہ کہ ائمہ کے ماؤں کی اصل عجمی ہے، یا رومی اور نصرانی، یا بربری۔ یہ عربی اصل سے نہیں ہیں۔

(۴) یعنی موسیٰ کاظم کی والدہ، حمیدہ مصفاۃ، اشراف عجم میں سے ہیں۔

(۵) علی زین العابدین کی والدہ، شاہ زنان بنت یزدجرد بن کسری، فارس کے عظیم گھرانے سے ہیں۔

(۶) علی نقی کی والدہ سمانہ، مراکش سے تعلق رکھتی تھیں۔

(۷) حسن کی والدہ ریحانہ، نوبیہ سے ہیں۔

(۸) علی رضا شقراء کی والدہ شقراء، نوبیہ سے متعلق ہیں۔

(۹) محمد جواد کی والدہ نوبیہ سے ہیں اور ماریہ قبطیہ کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔

(۱۰) مہدی منتظر کی ماں کا نسب، شمعون بن حمون بن صفا جو کہ مسیح کے حوارین میں سے ایک تھا پر آ کر ختم ہو جاتا ہے، وہ قیصر روم کی لڑکی تھیں۔

کیا یہ تمام عجیب وغریب نہیں ہے کہ ائمہ کی مائیں ایسے لوگوں کی اولاد ہیں، جو کہ نوبی یا قبطی رومی یا اشراف عجم میں سے ہیں۔

ان میں عربی النسل کوئی ماں نہیں پائی جاتی، سوائے فاطمۃ بنت حسن کے، جو کہ محمد باقر کی ماں ہیں، اور ام فروہ یا فاطمۃ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، جو کہ جعفر صادق کی ماں ہیں۔غور کیجئے!

ضمیمہ نمبر(۲)

اہل بیت کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ناموں کی فہرست۔ رضوان اللہ علیہم

(۱) عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
(۲) عمر بن حسین بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
(۳) عمر بن حسین الشہید بن علی بن ابوطالب
(۴) عمر اشرف بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
(۵) عمر بن علی اصغر بن عمر اشرف بن علی زین العابدین بن حسین
(۶) عمر بن حسن افطس بن علی اصغر بن علی زین العابدین بن حسین۔
(۷) عمر بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
(۸) عمر بن موسی کاظم بن جعفر صادق
(۹) عمر بن حسن السبط بن علی بن ابوطالب
(۱۰) عمر بن جعفر بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
(۱۱) عمر بن محمد بن عمر بن علی بن حسین الشہید
(۱۲) عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید
(۱۳) عمر بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
(۱۴) ابوبکر بن علی بن ابوطالب
(۱۵) ابوبکر بن حسین الشہید بن علی بن ابوطالب
(۱۶) ابوبکر بن حسن السبط بن علی بن ابوطالب
(۱۷) ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب
(۱۸) ابوبکر مہدی منتظر کے ناموں میں سے ایک ہے
(۱۹) عثمان بن علی بن ابوطالب
(۲۰) عثمان بن عقیل بن ابوطالب
(۲۱) عائشہ بنت موسیٰ کاظم بن جعفر
(۲۲) عائشہ بنت علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق
(۲۳) عائشہ بنت علی ابوالحسن بن محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ بن جعفر صادق
(۲۴) معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب
(۲۵) طلحہ بن حسن بن علی بن ابوطالب

ازدواجی رشتہ داری کی وضاحت کے لئے نقشے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ازدواجی رشتہ داریاں اوران کی اولاد

حضرت علی کی بیویاں اوران کی اولاد

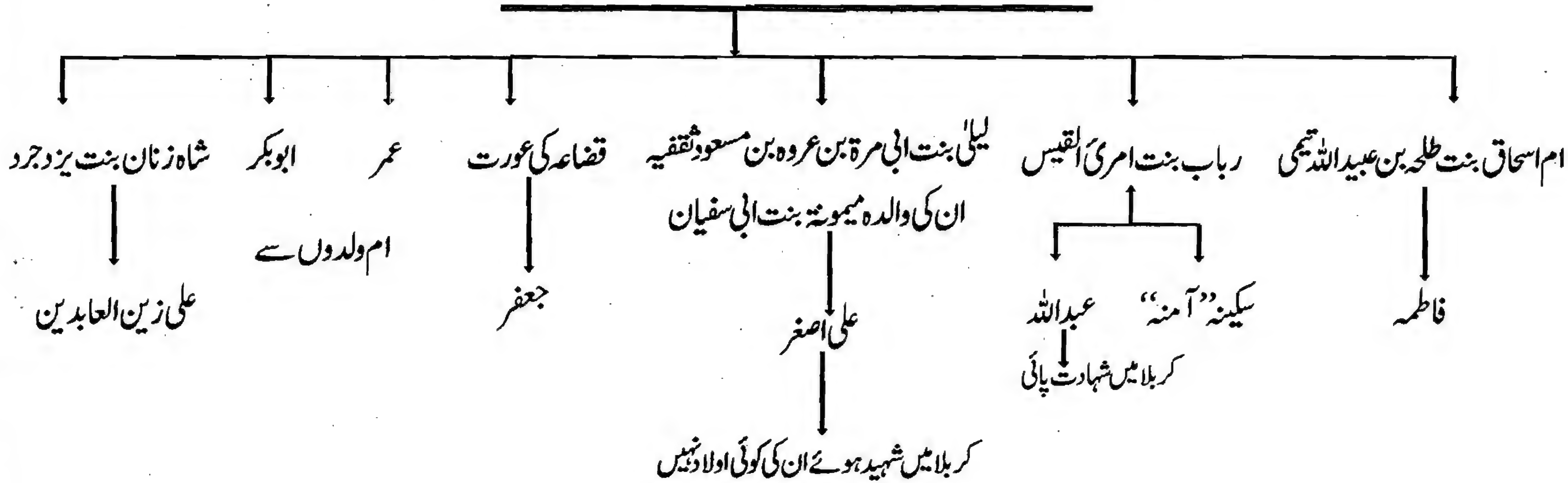
- (۱) حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
  - حسن.. حسین.. زینب.. ام کلثوم.. محسن
- (۲) خولہ بنت جعفر حنفیہ
  - محمد بن حنفیہ
- (۳) اسماء بنت عمیس
  - یحییٰ
  - عون
  - محمد
  - [ان کی کوئی اولاد نہیں ہے]
- (۴) ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ
  - ام حسن
  - رملہ
- (۵) لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ
  - عبداللہ
  - محمد اصغر
  - ابوبکر
- (۶) الصہباء ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر تغلبیہ والکیۃ
  - عمراطرف
  - رقیہ
- (۷) ام بنین کلابیہ بنت حزام ابن خالد بن کعب بن کلاب
  - ابوبکر
  - العباس سقاء
  - عثمان
  - انہوں نے میدان کربلا میں شہادت پائی
- (۸) امامہ بنت عاص بن ربیع ان کی والدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
  - محمد اوسط
- (۹) محیاۃ بنت امرئ القیس
  - ان کی اولاد نہیں ہوئی
- مختلف ماؤں سے مختلف بیٹے و بیٹیاں
  - محمد، ام ہانی، رقیہ صغریٰ، ام جعفر "یا" جمانہ"، ام کرام، ام سلمہ، میمونہ، زینب صغری، خدیجہ، فاطمہ، امامہ، نفیسہ، ام ابیہا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد

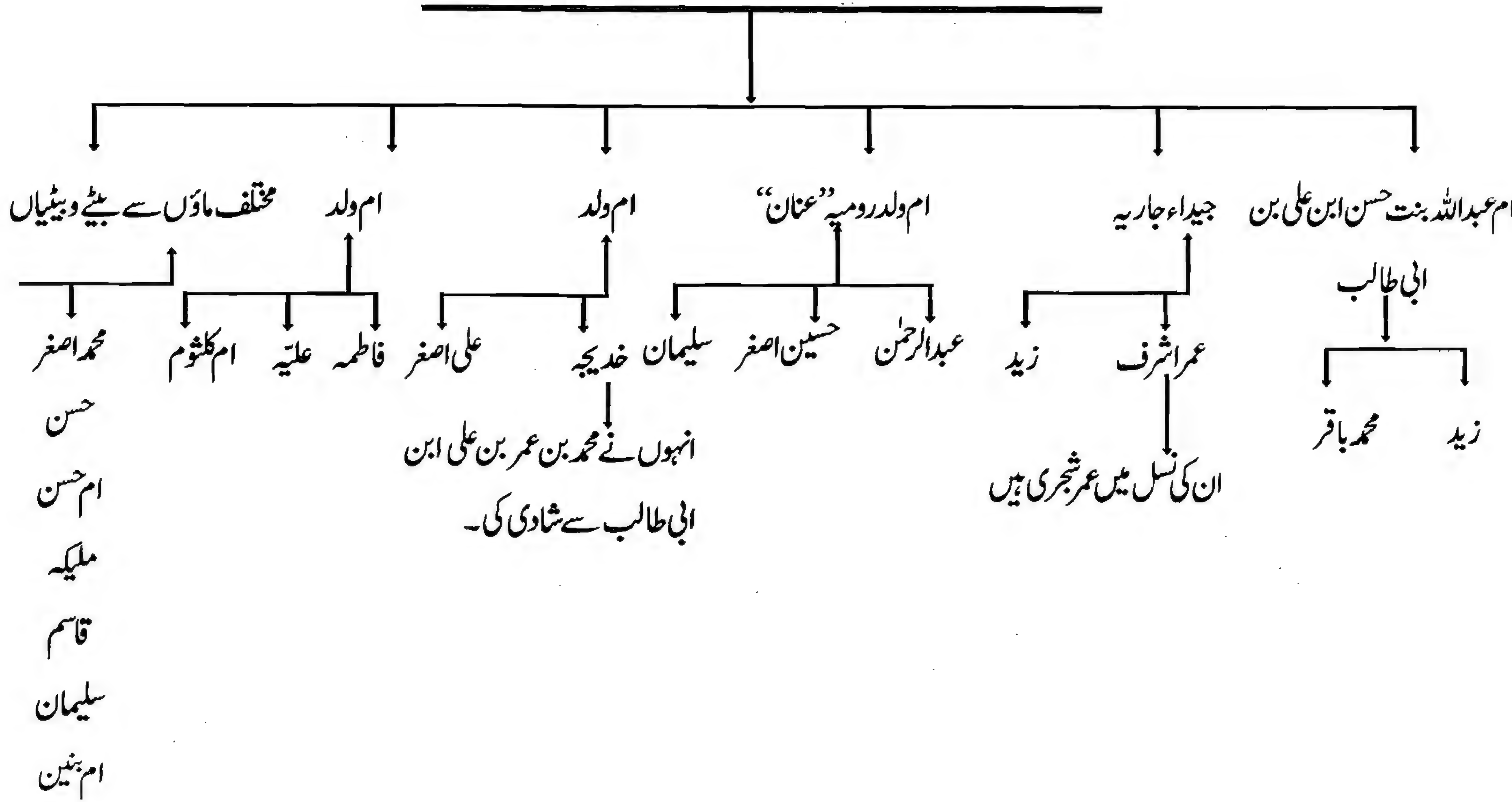
- ① ام بشیر بنت ابی مسعود عقبہ خزرجی
  - زید
  - ام حسن
  - ام حسین
- ② خولہ بنت منظور فزاریہ
  - حسن مثنی
- ③ ام ولد
  - عمر
  - قاسم
  - عبداللہ (ابوبکر) *
- ④ ام ولد
  - عبدالرحمن
- ⑤ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی
  - حسن اثرم
  - طلحہ
  - فاطمہ
- ⑥ جعدہ بنت اشعث بن قیس
- ⑦ ام ولد
  - ام عبداللہ
  - فاطمہ
  - ام سلمہ
  - رقیہ
- مختلف ماؤں سے بیٹے وبیٹیاں
  - علی اکبر، علی اصغر، جعفر، عبداللہ اکبر، احمد، اسماعیل، یعقوب، عقیل، محمد اکبر، محمد اصغر، حمزہ، ابوبکر، سکینہ، ام خیر، ام عبدالرحمن، رملہ،

*ابن عیینہ نے ''عمدۃ الطالب''، ص: ۷۴ پر کہا ہے: ''عبداللہ'' ہی ابوبکر ہے

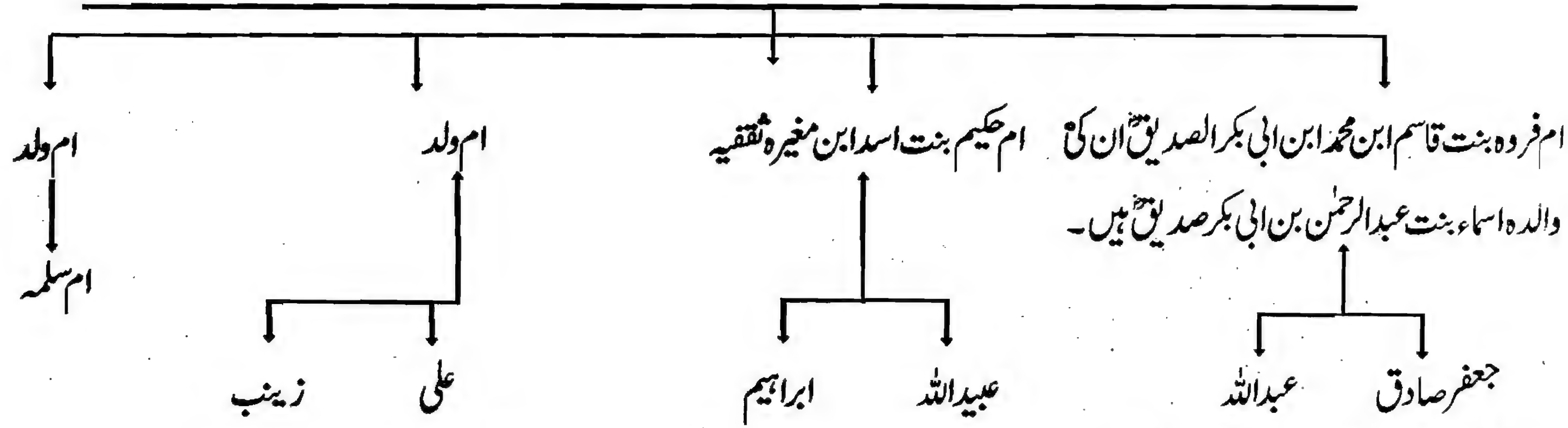
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد



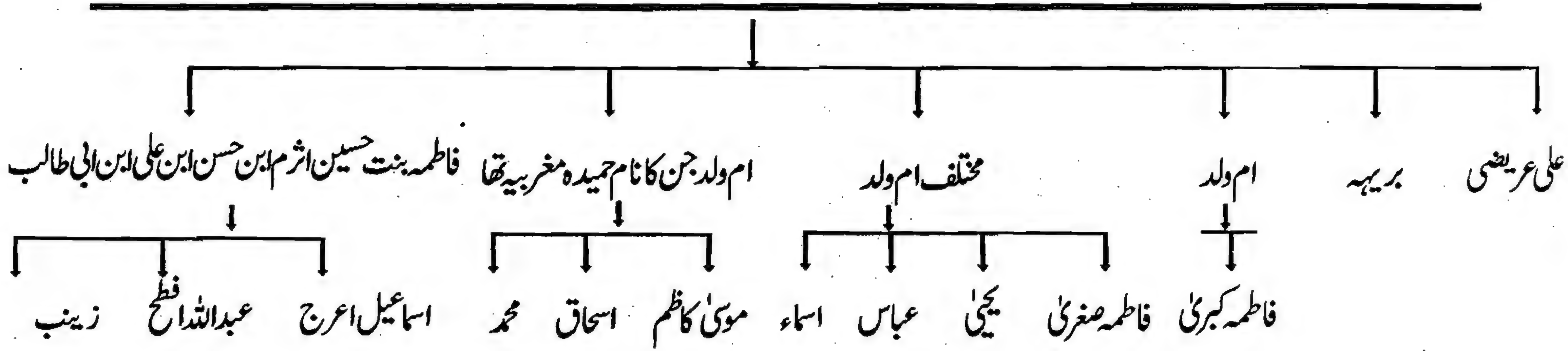
حضرت علی زین العابدین ابن حسینؓ کی بیویاں اور اولاد



محمد باقر ابن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی ازواج واولاد



جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب کی ازواج واولاد



موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین کی ازواج اور اولاد

مختلف ام ولد کی اولاد

لڑکیاں

عائشہ، ام کلثوم، میمونہ، ام سلمہ، بدیہہ، حسنہ، آمنہ، علیہ،
خدیجہ، زینب، لبابہ، ام جعفر، کلثوم، رقیہ صغریٰ، ام ابیہا،
حلیمہ، رقیہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، فاطمہ کبریٰ، عباسہ، اسماء

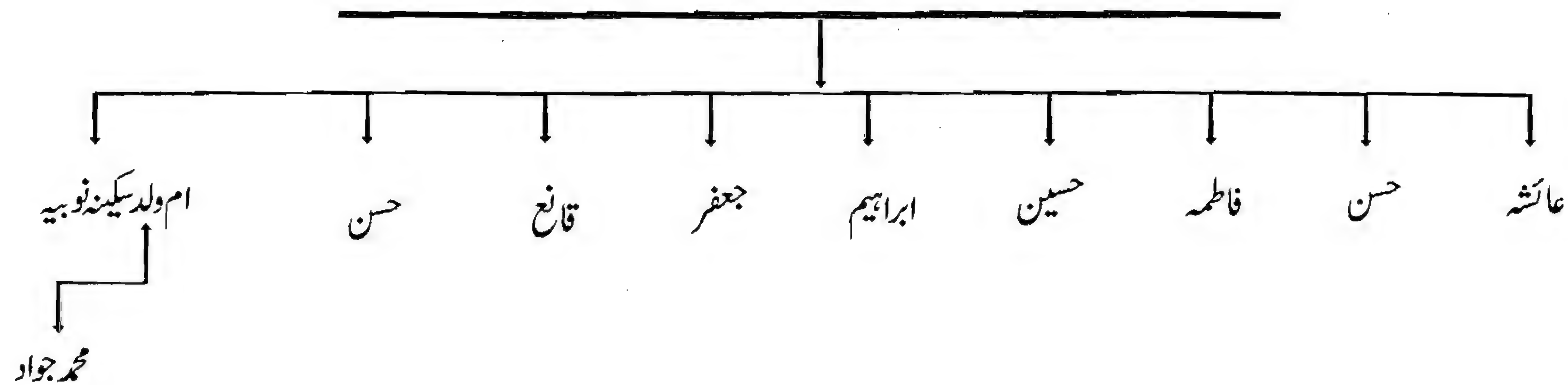
لڑکے

عمر، زید نار، سلیمان، فضل، حسن، اسحاق، عبداللہ، عبداللہ،
حمزہ، محمد، احمد، ہارون، اسماعیل، قاسم، عباس، ابراہیم، علی،
یحییٰ، داؤد، عقیل، محمد عابد، جعفر، ابراہیم اکبر

ام ولد جن کا نام تکتم ہے

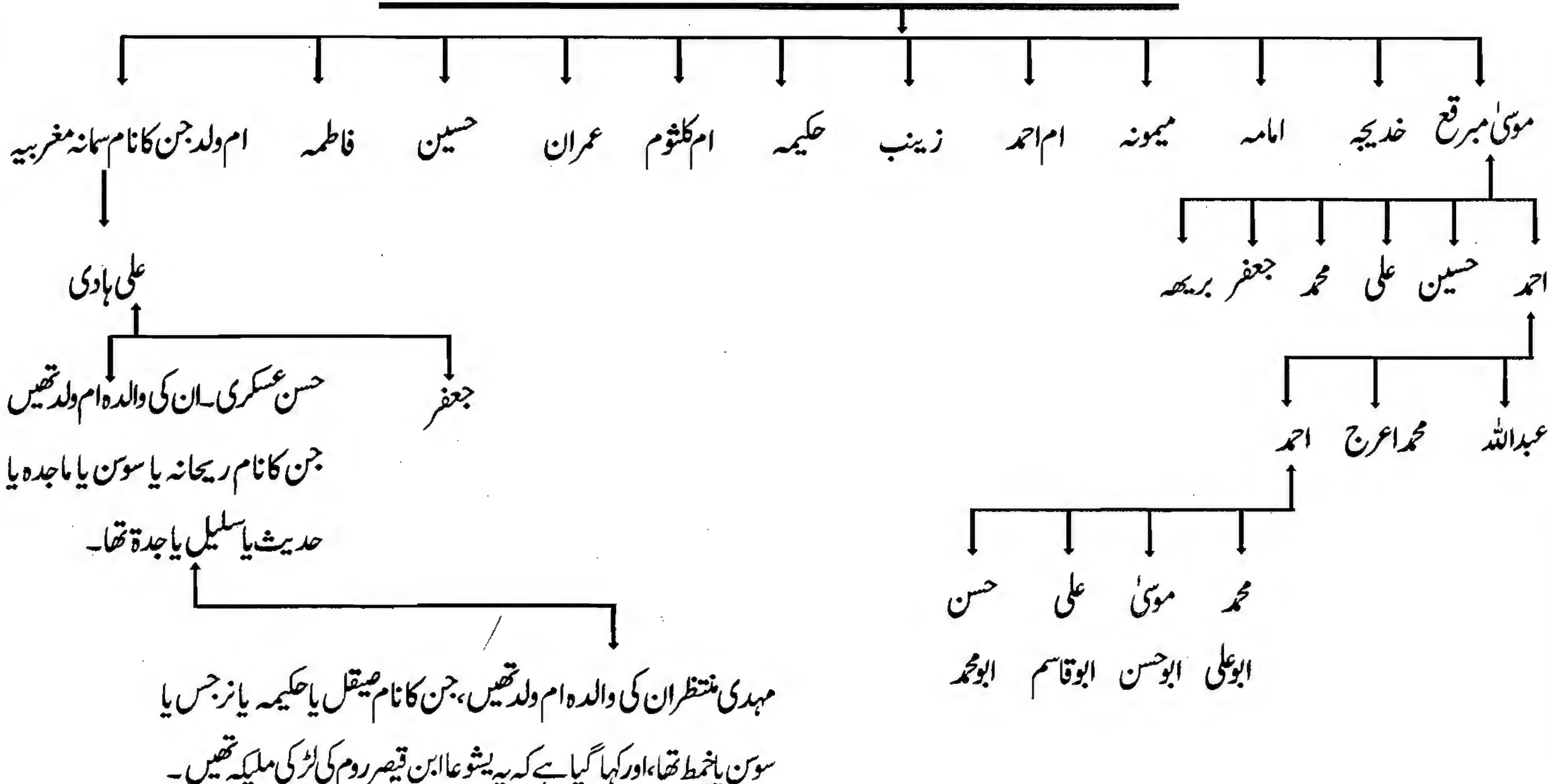
علی رضا

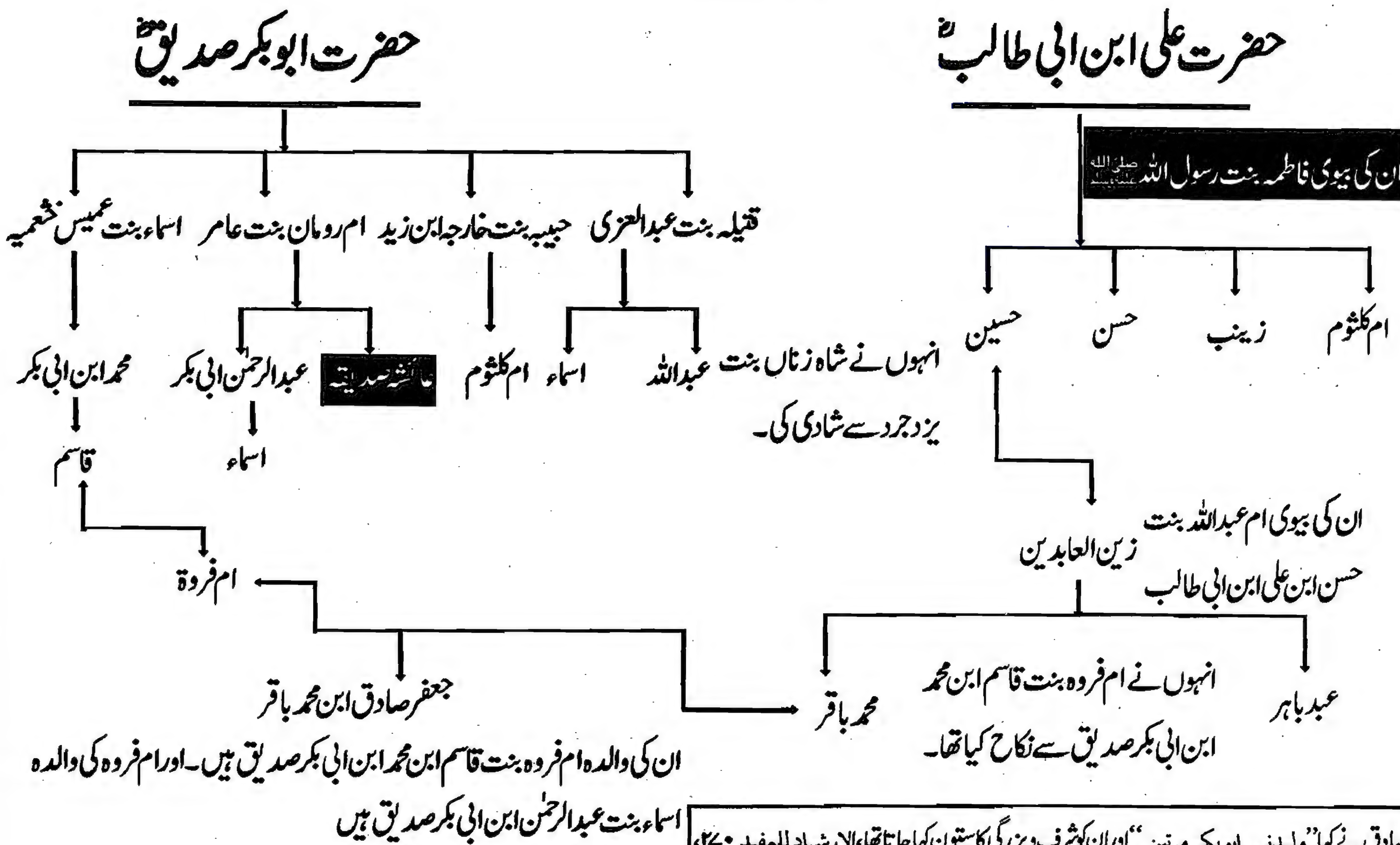
حضرت علی رضا ابن موسی کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر کی اولاد



(۱) جن کے بارے میں ''سر السلسلة العلوية'' میں ہے کہ ان کی محمد جواد کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی ص: ۳۸، اور کشف الغمة میں ہے کہ ان کے پانچ لڑکے اور لڑکی عائشہ تھیں، ۳/ ۵۸، اور جس کو حافظ عبدالعزیز ابن اخضر جنابذی نے بیان کیا ہے کہ پانچ لڑکے اور ایک لڑکی عائشہ تھیں کشف الغمة ۳/ ۵۹ ناموں میں اختلاف کے ساتھ، اور محمد جواد کی ماں کے سلسلے میں اختلاف ہے، اور تمام اختلافات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

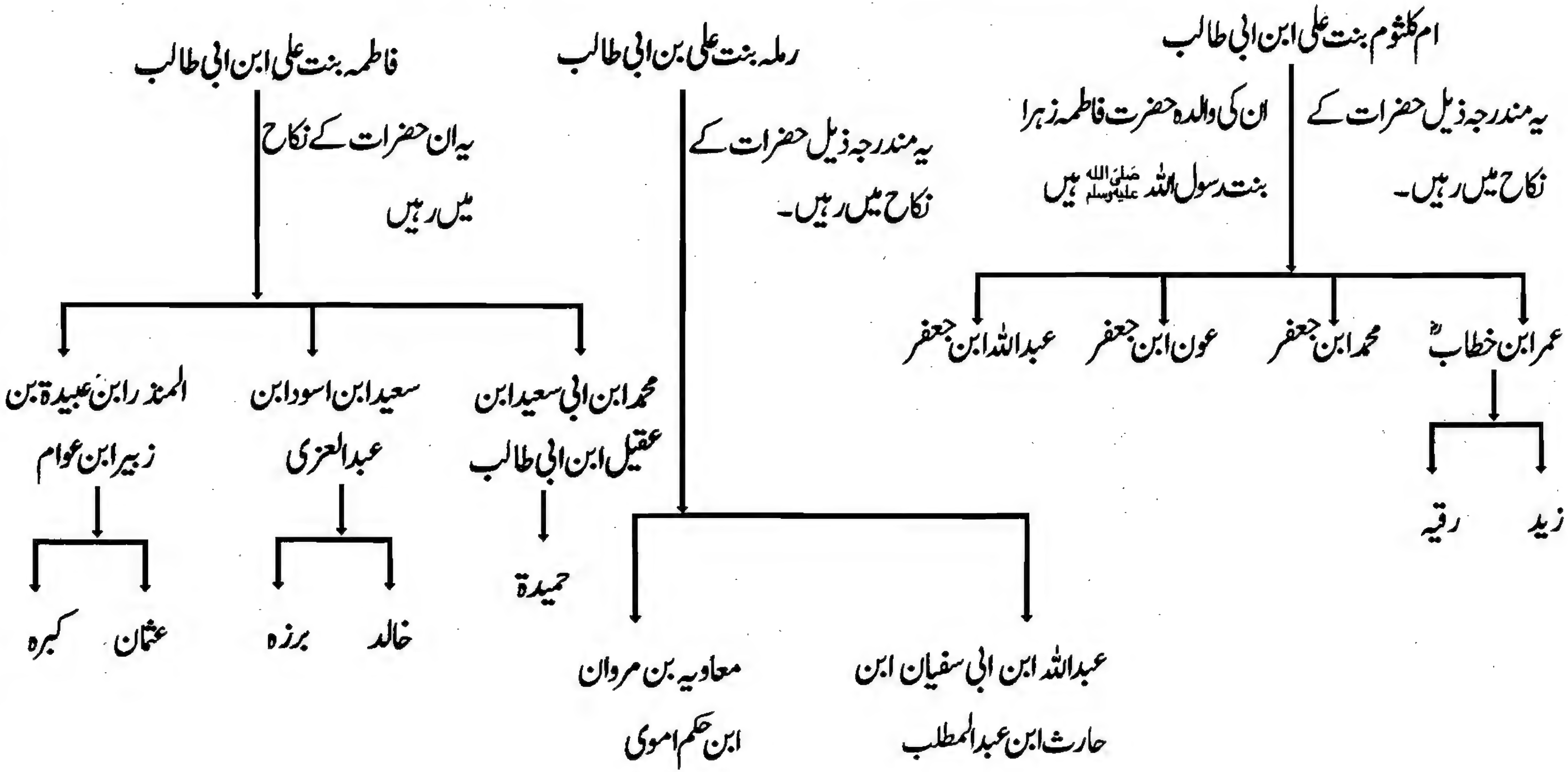
محمد جواد کی بیویاں اور ان کی اولاد علی ہادی اور حسن عسکری



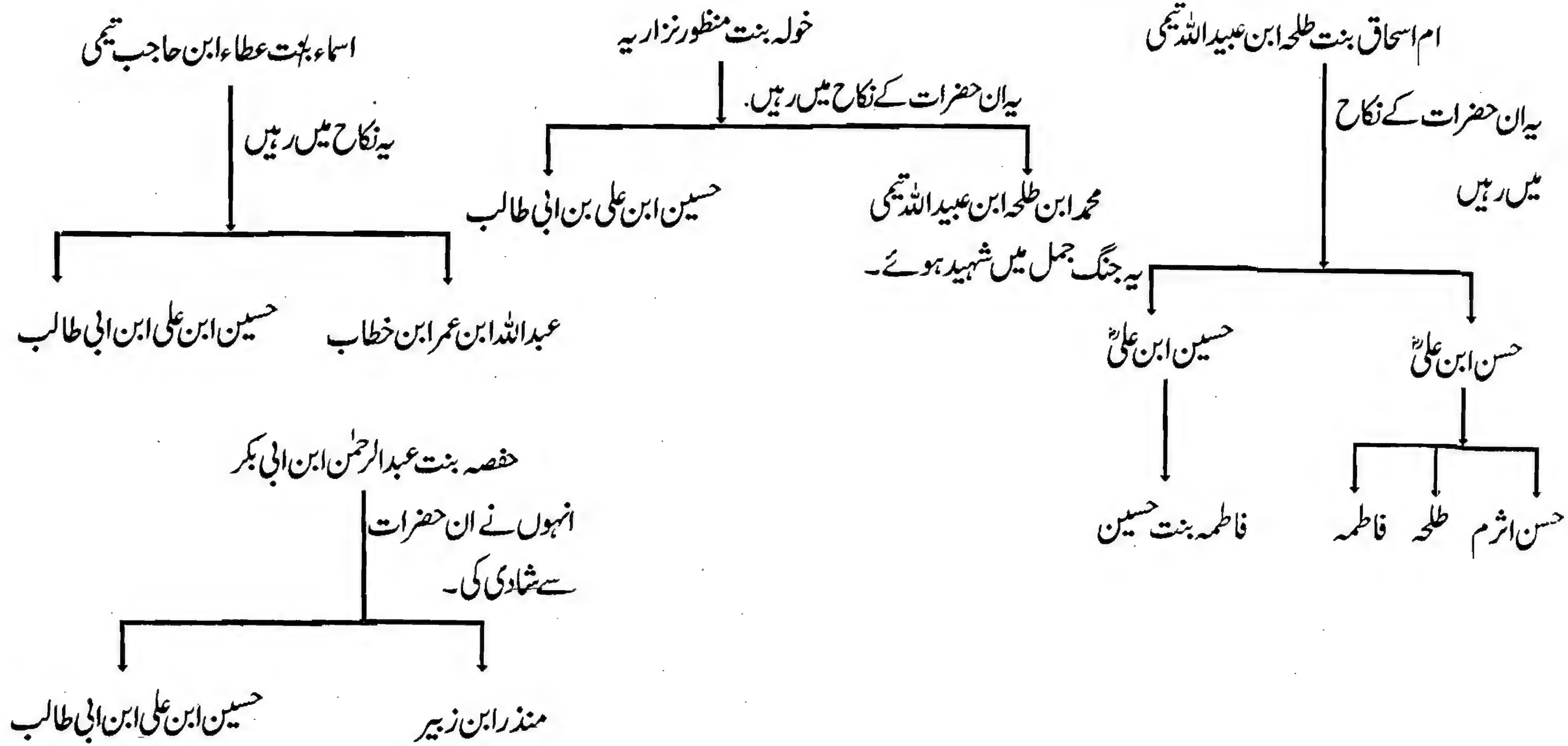


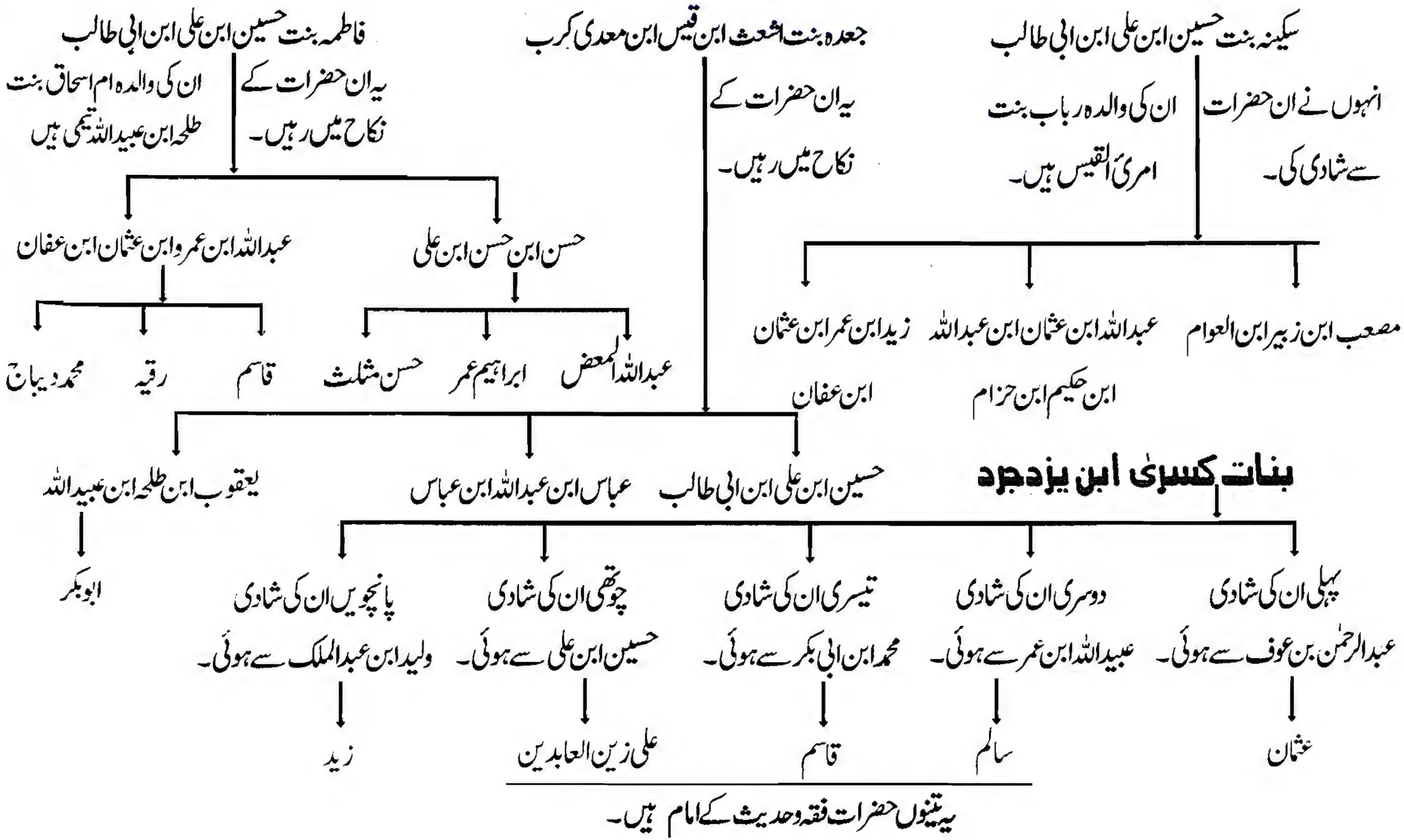
(۱) جعفر صادق نے کہا "ولدنی ابوبکر مرتین" اوران کو شرف و بزرگی کا ستون کہا جاتا تھا، الارشاد للمفید ۲۷۰، تراجم اعلام النساء ۲۷۸، عمدۃ الطالب لابن عینیہ ۲۲۵، ابن طقطقی کی الاصیلی ۱۴۹۔

حضرت علی کی اولاد اور ان کی بیٹیوں کی ازدواجی رشتہ داریاں



دونوں نواسوں حضرت حسن و حسینؓ کی ازدواجی رشتہ داریاں اوران کی اولاد





سکینہ بنت حسین ابن علی ابن ابی طالب
انہوں نے ان حضرات سے شادی کی۔
ان کی والدہ رباب بنت امرئ القیس ہیں۔
مصعب ابن زبیر ابن العوام
عبداللہ ابن عثمان ابن عبداللہ ابن حکیم ابن حزام
زید ابن عمر ابن عثمان ابن عفان
جعدہ بنت اشعث ابن قیس ابن معدی کرب
یہ ان حضرات کے نکاح میں رہیں۔
فاطمہ بنت حسین ابن علی ابن ابی طالب
یہ ان حضرات کے نکاح میں رہیں۔
ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ ابن عبیداللہ تیمی ہیں
حسن ابن حسن ابن علی
عبداللہ ابن عمرو ابن عثمان ابن عفان
عبداللہ المحض
ابراہیم عمر
حسن مثلث
قاسم
رقیہ
محمد دیباج
حسین ابن علی ابن ابی طالب
عباس ابن عبداللہ ابن عباس
یعقوب ابن طلحہ ابن عبیداللہ
ابوبکر
بنات کسریٰ ابن یزدجرد
پہلی ان کی شادی عبدالرحمٰن بن عوف سے ہوئی۔
عثمان
دوسری ان کی شادی عبیداللہ ابن عمر سے ہوئی۔
سالم
تیسری ان کی شادی محمد ابن ابی بکر سے ہوئی۔
قاسم
چوتھی ان کی شادی حسین ابن علی سے ہوئی۔
علی زین العابدین
پانچویں ان کی شادی ولید ابن عبدالملک سے ہوئی۔
زید
یہ تینوں حضرات فقہ وحدیث کے امام ہیں۔

عاتکہ بنت زید

یہ سعید ابن زید کی بہن اور حضرت عمر بن خطابؓ کے چچا کی لڑکی ہیں، اور ان کا لقب زوجۃ الشہداء (شہیدوں کی بیوی) ہے۔

انہوں نے ان حضرات سے شادی کی۔

- عبداللہ بن ابی بکر
- عمر بن الخطاب
- زبیر بن عوام
- محمد بن ابی بکر
- حسین بن علی

اسماء بنت عمیس

یہ فاطمۃ الزہراء کی وفات کے بعد ان کے کفن ودفن کی ذمہ دار ہوئیں تھیں۔

انہوں نے ان حضرات سے شادی کی۔

- جعفر بن ابی طالب
  - عبداللہ
  - محمد
  - عون
- ابوبکر صدیقؓ
  - محمد ربیب
    حضرت علی نے ان کو مصر کا والی بنایا تھا یہاں تک کہ مقتول ہوئے۔
- علی بن ابی طالب
  - عون
  - یحییٰ
  - محمد

عبدۃ بنت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

یہ ان حضرات کے نکاح میں رہیں۔

- محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
- علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب
- ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید مخزومی

فاطمہ بنت حسن مثنیٰ

انہوں نے ان حضرات سے نکاح کیا

- معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
  - حسن
  - صالح
  - یزید
- ایوب بن مسلمہ ابن عبداللہ بن ولید مخزومی

علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق

ان کی بیویوں میں سے — ان کی والدہ ام ولد تکتم ہیں

- ام فضل بنت مامون بن ہارون رشید
  - ان کی اولاد نہیں ہوئی۔
- ام ولد سکینہ نوبیہ
  - محمد جواد

ام قاسم بنت حسن مثنی

انہوں نے ان لوگوں سے شادی کی۔

- مروان بن اُبان بن عثمان بن عفان
  - محمد
- علی زین العابدین بن حسین

زینب بنت حسن مثنی

انہوں نے ان حضرات سے نکاح کیا۔ — ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین ہیں۔

- معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار
  - یزید
  - صالح
  - حماد
  - حسین
  - زینب
- عبدالملک بن مروان
  - انہوں نے ان کو طلاق دیدی تھی اور دخول نہیں کیا تھا۔

نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب

انہوں نے ان سے نکاح کیا۔

- ولید بن عبدالملک بن مروان
  - ان کا ان سے ایک بیٹا ہوا۔

(۱) منتهى الآمال ۱/۳۵۱.

- مصعب بن زبیر بن العوام
  - انہوں نے ان سے نکاح کیا۔
    - عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی
    - سکینہ بنت حسین ابن علی ابن ابی طالب
    - فاطمہ بنت عبداللہ بن مسائب بن اسد

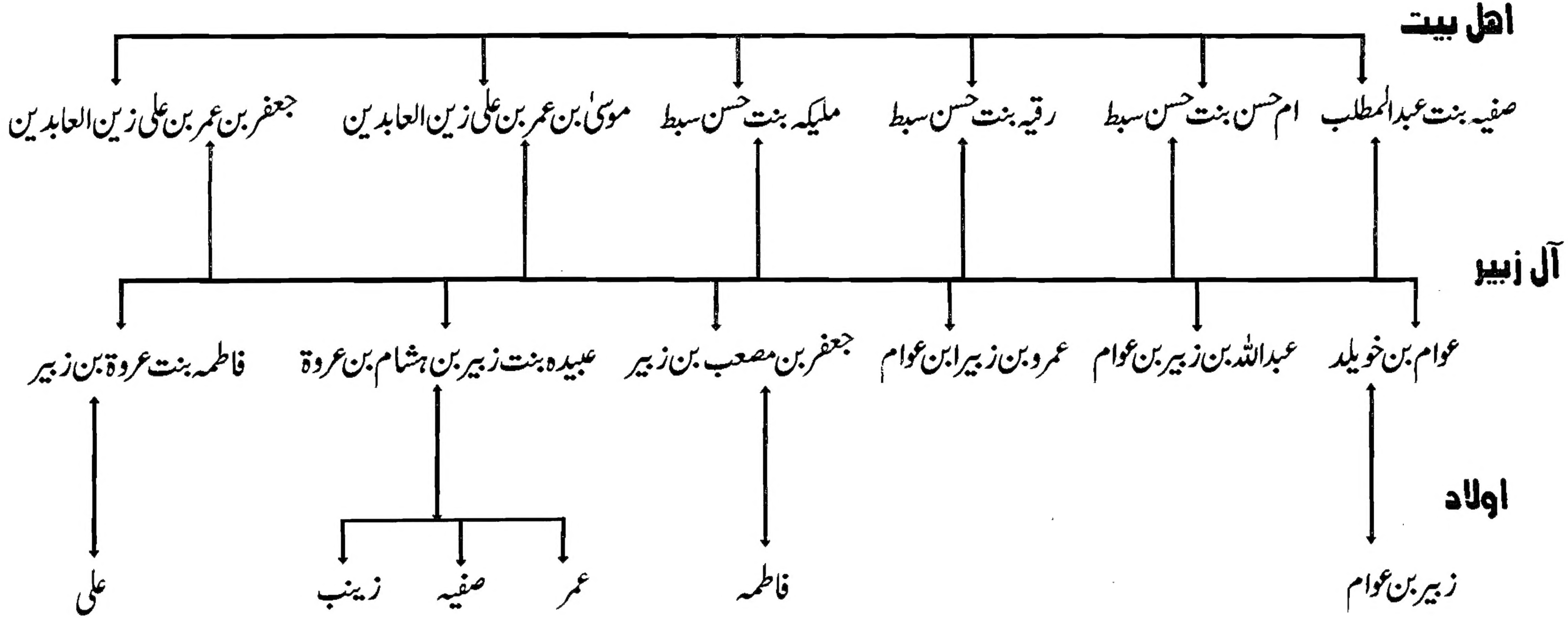
- ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
  - انہوں نے ان سے نکاح کیا۔
    - عبدالملک بن مروان
    - علی بن عبداللہ بن عباس

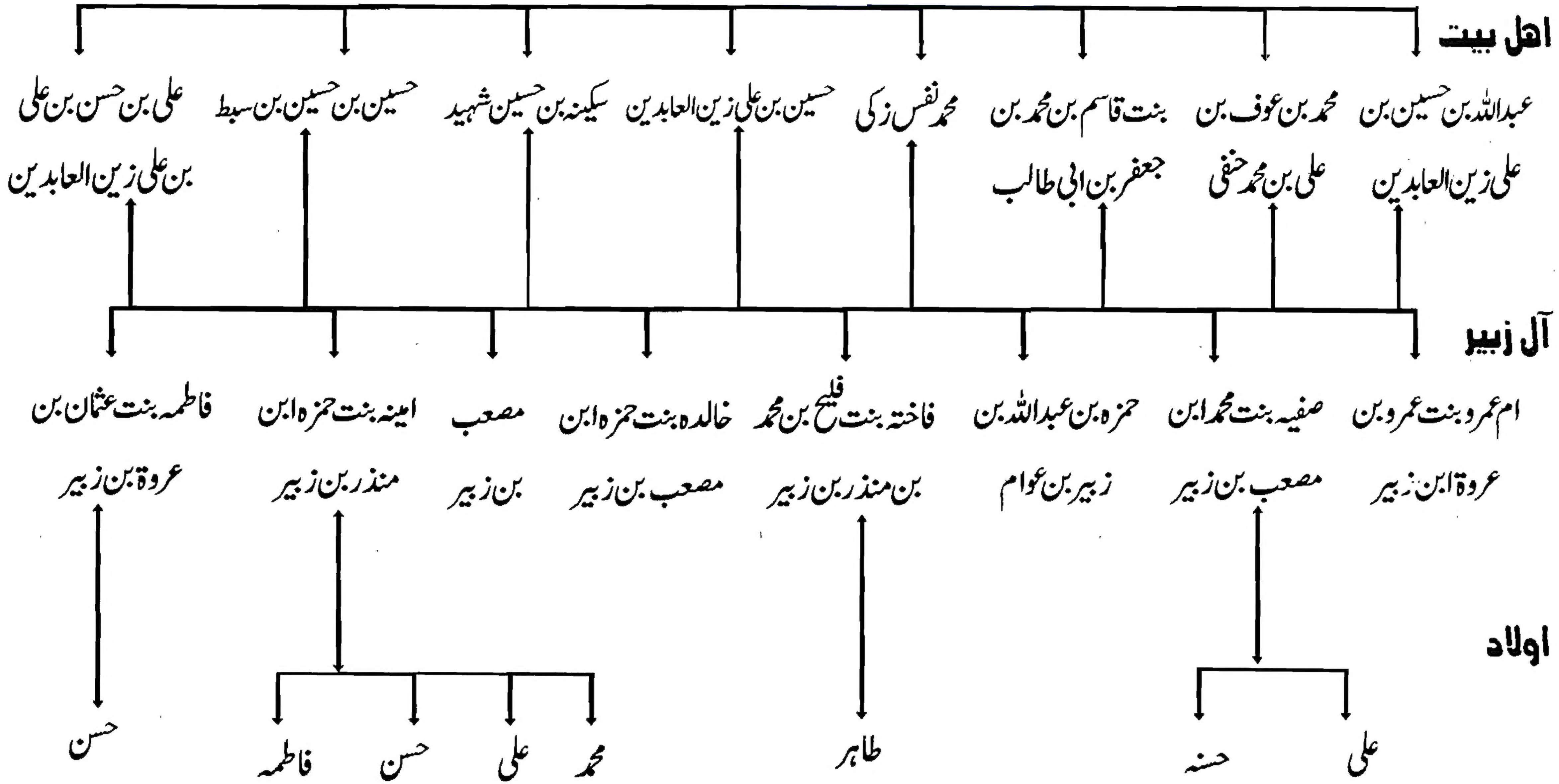
حسن مثنی کی بیویاں واولاد

- فاطمہ بنت حسین
  - عبدالمحض
  - حسن مثلث
  - ابراہیم غمر
  - ام کلثوم
  - زینب ⟵ ان سے عبدالملک بن مروان نے شادی کی
- ام ولد حبیبہ رومیہ
  - د ؤد
  - جعفر
- رملہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی
  - محمد
    - ان کی اولاد نہیں ہوئی۔
- مختلف مائیں
  - رقیہ
  - قسیمہ
  - فاطمہ
    - انہوں نے معاویہ بن عبداللہ جعفر طیار سے شادی کی۔

سر السلسلة العلوية ص:۷،عمدة الطالب ص:٤٧، منتهى الآمال ص:۳٥

اہل بیت کی آل زبیر کے ساتھ رشتہ داریاں




اهل بیت
عبداللہ بن حسین بن علی زین العابدین
محمد بن عوف بن علی بن محمد حنفی
بنت قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب
محمد نفس زکی
حسین بن علی زین العابدین
سکینہ بن حسین شہید
حسین بن حسین بن سبط
علی بن حسن بن علی بن علی زین العابدین
آل زبیر
ام عمرو بنت عمرو بن عروۃ ابن زبیر
صفیہ بنت محمد ابن مصعب بن زبیر
حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن عوام
فاختہ بنت فلیح بن محمد بن منذر بن زبیر
خالدہ بنت حمزہ ابن مصعب بن زبیر
مصعب بن زبیر
امینہ بنت حمزہ ابن منذر بن زبیر
فاطمہ بنت عثمان بن عروۃ بن زبیر
اولاد
علی
حسنہ
طاہر
محمد
علی
حسن
فاطمہ
حسن

